تنظیم اسلامی کا ترجمان

28

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

23 تا 29 ذوالحجہ 1442ھ/3 تا 9 اگست 2021ء

افغان قوم کو آزادی سے جینے کا حق دیا جائے

امیر شکیب ارسلان نے افغانستان کے باسیوں کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

''میری جان کی قسم اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے، کہیں بھی اس کی زندگی میں رمق باقی نہ رہے۔ پھر بھی کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درمیان میں بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور ان کا عزم جوان رہے گا۔''

شکیب ارسلان کے افغانستان کے حوالے سے یہ تاریخی جملے اپنی سچائی، حجت اور ثبوت کے اعتبار سے افغان قوم کے ہر فرد کی پیشانی پر ثبت ہیں۔ بلکہ انہوں نے ہر دور میں اسلامی غیرت اور حمیت کی خاطر اپنی قربانیوں سے اپنی تاریخ ان پتھروں پر لکھی ہے جن کے دامن میں افغان قوم اور ان کی نئی نسل جوان ہوتی ہے۔ افغان قوم کا یہ بھی ایک تاریخی کمال اور اسلامی حمیت کا ثبوت ہے کہ اس قوم کا کسی بھی حال اور کسی بھی صورت اور زمانے میں اسلام اور اسلامی تہذیب وثقافت اور اقدار سے رشتہ اور محبت میں کمی اور اضمحلال واقع نہیں ہوا۔

دریائے کابل سے دریائے یرموک تک
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اس شمارے میں

افغانستان اور پاکستان

بہت ہی سخت دن آنے والا ہے

افغانستان: افغان طالبان کی پیش قدمی...

اسلام کا سماجی اور معاشرتی نظام (vii)

حکمراں ہے اک وہی....

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

حکومت میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے

الھدیٰ (946)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَۃُ الفُرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:02 تا 4

الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾ وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَّ لَا یَمۡلِکُوۡنَ مَوۡتًا وَّ لَا حَیٰوۃً وَّ لَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکُ ۨافۡتَرٰىہُ وَ اَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۚۛ فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّ زُوۡرًا ﴿۴﴾

آیت:۲ ﴿الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ﴾ ''وہ ہستی جس کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی''

﴿وَ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ﴾ ''اور جس نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا' اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے حکومت (کے اختیارات) میں''

﴿وَ خَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا ﴿۲﴾﴾ ''اور اُسی نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر اس کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا۔''

یہ آیت اپنے مضمون کے اعتبار سے سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت سے بہت مشابہ ہے۔

آیت:۳ ﴿وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ﴾ ''اور انہوں نے اُس کے سوا ایسے معبود بنا لیے ہیں جو کچھ بھی تخلیق نہیں کرتے' بلکہ وہ خود مخلوق ہیں''

﴿وَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا وَّ لَا یَمۡلِکُوۡنَ مَوۡتًا وَّ لَا حَیٰوۃً وَّ لَا نُشُوۡرًا ﴿۳﴾﴾ ''اور وہ اختیار نہیں رکھتے خود اپنے بارے میں بھی کسی نقصان یا نفع کا' اور نہ ہی انہیں اختیار ہے موت کا' نہ زندگی کا اور نہ جی اٹھنے کا۔''

آیت:۴ ﴿وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡکُ ۨافۡتَرٰىہُ وَ اَعَانَہٗ عَلَیۡہِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۚۛ﴾ ''اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بس ایک مَن گھڑت چیز ہے' جس کو اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور اس کی مدد کی ہے اس پر کچھ اور لوگوں نے۔''

قرآن مجید میں فراہم کردہ معلومات اور تفصیلات کو دیکھتے ہوئے مشرکینِ مکّہ یہ سمجھتے تھے کہ کوئی بھی اکیلا آدمی ایسا کلام مرتب نہیں کر سکتا۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام لگاتے تھے کہ آپؐ کے پیچھے کچھ اور لوگ بھی ہیں جو خفیہ طور پر اس کتاب کی تصنیف میں آپؐ کی مدد کر رہے ہیں۔

﴿فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّ زُوۡرًا ﴿۴﴾﴾ ''یہ لوگ ظلم اور جھوٹ پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔''

یعنی ایسی باتیں کر کے یہ لوگ یقینی طور پر افترا اور ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

فرمان نبویؐ

نظر بازی: موجبِ لعنت

عَنِ الحسَنِ مُرۡسَلًا قَالَ بَلَغَنِیۡ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ اِلَیۡہِ))

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کو دیکھا جائے۔''

تشریح: بے حیائی کے اسباب میں ایک سبب بدنظری اور نظر کی بے احتیاطی ہے اور بدنظری شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو کوئی اس سے بچے گا ایمان کی حلاوت دل میں محسوس کرے گا۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو کوئی کسی نامحرم عورت کو یا کسی کے ستر کو (جس کا دیکھنا حرام ہے) دیکھے' تو اس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے' یعنی رحمت سے محرومی کا فیصلہ ہے اور اسی طرح وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہے جس نے قصداً دیکھنے والے کو دیکھنے کا موقع دیا اور دکھایا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
23 تا 29 ذوالحجہ 1442ھ جلد 30
3 تا 9 اگست 2021ء شمارہ 28
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افغانستان اور پاکستان

1947ء میں جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور اقوام متحدہ کی رکنیت کی درخواست دی تو افغانستان دنیا کا واحد ملک تھا جس نے مخالفت میں ووٹ ڈالا۔ ایک رائے تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ دونوں برادر ممالک جو ہمسائے بھی ہیں، ان میں تعلقات معمول پر آجائیں گے۔ لیکن آج چوہتر (74) سال گزرنے کے بعد سوائے 1995ء سے 2001ء کے دوران جب وہاں ملا عمرؒ کی زیر امارت افغان طالبان کی حکومت تھی۔ دونوں ممالک کے تعلقات ایک دن کے لیے بھی اچھے نہ رہے۔ بلکہ ایسے ادوار بھی آئے کہ ان میں باقاعدہ دشمنی پائی جاتی تھی۔ ایسا بلا وجہ نہیں تھا۔ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دنیا Bi-polar ہوگئی تھی۔ سوویت یونین اور امریکہ متحارب سپر قوتیں بن کر اُبھریں۔ افغانستان سوویت یونین کا ہمسایہ تھا وہ اُس کیمپ میں شامل ہوگیا۔ پاکستان چونکہ اسلام کے نعرے پر قائم ہوا تھا وہ ایسے بلاک میں شامل نہیں ہو سکتا تھا جو الحاد اور مذہب دشمنی پر قائم ہوا تھا۔ امریکہ اور مغرب بہرحال خدا کا نام لیتے تھے اور الہامی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور ملحدانہ نظریات کی کم از کم زبانی طور پر تونفی کرتے تھے۔ لہٰذا پاکستان ابتدا سے ہی اِس میں شامل ہوگیا۔ اُدھر ہندوؤں کی جماعت کانگرس نے برصغیر کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کو بامر مجبوری تسلیم تو کر لیا تھا لیکن دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ مزید یہ کہ بھارت اس خطے میں سوویت یونین کا مضبوط حمایتی بن کر سامنے آیا اور پہلے روز سے ہی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قیام پاکستان سے قبل ہی نوزائیدہ ریاست پاکستان کے خلاف سازشیں کرنا شروع کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بھارت نے چانکیہ فلسفہ کو اپنی خارجہ پالیسی کی بنیاد بنا کر کسی بھی ہمسائے سے اچھے تعلقات قائم نہ کیے بلکہ اپنے ہمسائے کے ہمسائے کو ترجیح دی۔ لیکن خاص طور پر پاکستان دشمنی کو اپنی خارجہ پالیسی کی بنیاد بنایا۔ حالانکہ قائداعظم تقسیم ہند سے پہلے کہہ چکے تھے کہ پاکستان اور بھارت میں ویسے ہی اچھے تعلقات ہوں گے جیسے امریکہ اور کینیڈا کے درمیان ہیں۔ درحقیقت یہ قائداعظم کی انتہائی مخلصانہ خواہش تھی کہ وہ تقسیم کے بعد اس سرزمین کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے تھے۔ لیکن یہ یکطرفہ خواہش تھی جو پوری نہ ہوسکی۔ بھارت نے علاقے کے امن کو تار تار کرنے کے لیے کیسی کیسی کارروائیاں کیں یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔ لیکن بھارت اور اُس کے حلیف، کبھی سوویت یونین اور کبھی امریکہ، نے پاکستان اور افغانستان کے باہمی تعلقات میں بگاڑ پیدا کرنے میں کیا کچھ کیا اور کس طرح پاکستان کو ان دو ہمسایوں کی مدد سے سینڈوچ کر کے نگلنے کے منصوبے بنائے جاتے رہے اور پاکستان کے خاتمے کی تاریخیں دی جاتی رہیں، ایک تاریخی حقیقت ہے لیکن ہمارا اپنا برادر مسلمان ملک افغانستان، بھارت سمیت ان اسلام دشمن ریاستوں کے اشاروں پر کیسے ناچتا رہا اس کا تذکرہ پاک افغان تعلقات پر بات کرتے ہوئے ناگزیر ہے۔

پاکستان اور افغانستان کے تعلقات بگاڑنے کے حوالے سے ماضی کی صرف ایک مثال دے کر ہم آگے چلیں گے۔ سردار داؤد جب افغانستان کے صدر تھے، اُنہوں نے پاکستان کا دورہ کیا اور شالیمار باغ لاہور

میں ایک تقریر کی جس میں پاکستان کے حوالے سے کچھ اچھے جذبات کا اظہار کیا اور اچھے تعلقات قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن انہیں اس کی اتنی بھاری قیمت چکانی پڑی کہ جونہی سردار داؤد افغانستان واپس لوٹے تو وہاں کی پاکستان دشمن مقتدر قوتوں نے اُنھیں فارغ کر دیا۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا اور وہاں کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے اپنے مقاصد اور مفادات کی تکمیل کے لیے وہاں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کی جو بیس سال سے پاکستان کے خلاف ہر قسم کی تخریبی کارروائیوں اور دہشت گردی کے ارتکاب میں ملوث ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ چین اور امریکہ جیسے بڑے ممالک میں بھارت کے بالترتیب تین اور پانچ قونصل خانے ہیں جبکہ افغانستان جیسے چھوٹے اور پسماندہ ملک میں سترہ قونصل خانے ہیں۔ یہ قونصل خانے درحقیقت پاکستان میں دہشت گردی کروانے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ بھارت کے تربیت یافتہ دہشت گرد افغانستان کی سرزمین سے داخل ہوتے ہیں اور پاکستان میں دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

تازہ ترین واقعہ یہ ہوا کہ پاکستان میں افغانستان کے سفیر کی بیٹی کے اغوا کا ڈراما رچایا گیا اور بھارت کی اپنی ریاستی دہشت گردی سے جان بوجھ کر صرفِ نظر کرنے والے بھارتی میڈیا نے فی الفور اسے پاکستان کی ایک بہت بڑی ریاستی دہشت گردی قرار دے کر پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنا شروع کیا۔ اِس واقعہ کو عذر بنا کر افغانستان نے پاکستان سے اپنا سفیر اور سفارتی عملہ واپس بلا لیا۔ جب تفتیش اور تحقیق نے اسے سراسر جعل سازی ثابت کر دیا تو سفیر اپنی بیٹی کو لے کر افغانستان فرار ہو گیا۔ ہمیں اصل افسوس تو اپنے ان ''دانشوروں'' پر ہے جنہوں نے بھارتی میڈیا کی یلغار کی آڑ میں پاکستان کے ریاستی اداروں کو ناکام ٹھہرانے کا بہانہ ڈھونڈ لیا اور وہ افغانستان سے معافی مانگنے کو بے تاب ہو گئے۔ لیکن جیسے ہی یہ حقیقت سامنے آئی کہ یہ تو پاکستان کے خلاف دشمن کی ایک سازش تھی تو ان کی اخلاقی جرأت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنی غلطی تسلیم کر کے معافی نہ سہی اپنے سابقہ بیانات کی تردید کرنا بھی گوارا نہ کیا اور بالکل چپ سادھ لی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

پاکستان نے بارہا اَن گنت افغان مہاجرین کو اپنے ہاں پناہ دی جس کی حالیہ مثال ان کے 46 فوجی افسران کا پاکستان میں پناہ لینا ہے لیکن ''جس تھالی میں کھائیں اسی میں چھید کریں'' کی اس سے گھٹیا مثال نہیں مل سکتی کہ دو دفعہ مہاجر کی حیثیت سے پاکستان میں پناہ لینے اور یہاں کی روٹیاں توڑنے اور یہاں کا نمک کھانے والے افغان سلامتی کے مشیر حمد اللہ محب نے پاکستان کو غلیظ گالی دے کر نمک حرامی کا ثبوت دیا۔ اس نے ڈیورنڈ لائن کو مسترد کر کے پشاور پر اپنا حق تو جمایا لیکن جو زبان اس نے استعمال کی، حقیقت یہ ہے کہ دورِ جدید کی سفارتی تاریخ میں اس سے بدتر مثال نہیں مل سکتی۔ پاکستان نے سرکاری سطح پر اِس شخص کا مکمل بائیکاٹ کیا۔ ہمارے نزدیک اس سے کہیں زیادہ کرنے کی ضرورت تھی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے تین مرتبہ وزیر اعظم رہنے والے نواز شریف نے اِسے لندن میں باقاعدہ اپنے ہاں مدعو کیا۔ حالانکہ یہ گالی ہر اُس شخص کے لیے تھی جو پاکستان کی شہریت رکھتا ہے۔ دنیا بھر میں حکومت اور اپوزیشن ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ بین الاقوامی معاملات میں، خاص طور پر جہاں ملک کی عزت اور آبرو کا مسئلہ ہو یکجا ہو جاتے ہیں۔ اور افسوس صد افسوس کہ ہماری قومی غیرت اور سیاسی بے بصیرتی و نابالغی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے اِس پر ندامت کا اظہار کرنے کی بجائے اس شخص کے ساتھ جنرل باجوہ کی ایک ملاقات کی تصویر شیئر کرنا شروع کر دی۔ جبکہ سب جانتے ہیں کہ اُس شخص کی پاکستان کے خلاف لاف زنی کے بعد آرمی چیف سمیت کسی پاکستانی اعلیٰ عہدے دار نے اُس سے ملاقات نہیں کی۔ جرم سے پہلے اور جرم کے بعد کا فرق واضح ہونا چاہیے تھا۔

ہم سمجھتے ہیں سیاسی، سماجی، اقتصادی، عسکری اور جغرافیائی تمام قسم کے معاملات پر شدید اختلاف ہونے کے باوجود کسی سے ملاقات میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر کسی نے ہمیں عصمت فروشی والی جگہ کا مقیم قرار دیا ہے تو اُس کا استقبال اور اکرام کر کے گویا ہم اُن مغلظات کی توثیق کر رہے ہیں جو پاکستان کے بارے میں کہے گئے ہیں۔

اب افغانستان میں تاریخ کی عظیم ترین مادی طاقت کی حامل سپر پاور امریکہ اور اس کے تمام دنیا سے اکٹھے ہوئے حواریوں کی پشت پناہی کے باوجود افغان فوج کی پسپائی اور افغان طالبان کی روز افزوں پیش قدمی کو بھی اکیلے پاکستان کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اب افغانستان میں انتشار پیدا کر کے پاکستان کو ملوث کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وہاں بدامنی پیدا کر کے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ افراد کو پاکستان کی طرف دھکیلا جائے گا تاکہ یہاں وہ دہشت گردی پھر لوٹ آئے جس سے بے شمار جانی اور مالی قربانیاں دے کر نجات حاصل کی گئی تھی۔ بہر حال دشمن تو دشمنی کرے گا لیکن ہمیں اپنا گھر درست رکھنا ہوگا اور اپنی حفاظت کا انتظام کرنا ہوگا۔ افغانستان کو بھی پاکستان سے ایک جائز شکایت رہی ہے۔ ہم نے بعض اوقات وہاں کے معاملات میں خواہ مخواہ مداخلت کی ہے بالخصوص نائن الیون کے بعد ہمارا امریکہ کا ساتھ دینا ہماری تاریخ کی سب سے بڑی اور ہمالائی غلطی تھی جس کا کفارہ ہمیں بہر حال صرف زبانی اقرار سے بڑھ کر ادا کرنا ہوگا اور جس طرح ہم زبان سے امریکہ کو No More! کہہ رہے ہیں ہمیں عملی طور پر بھی اس پر ثابت قدم رہنا ہوگا۔ اور ماضی میں افغان طالبان کی مخالفت کے برخلاف دیرپا امن کے لیے حمایت کرنا ہوگی۔ پھر یہ کہ Strategic Depth کے تصور نے افغانیوں کو ہمارے بارے میں بڑی غلط فہمیوں میں مبتلا کیا ہے۔ حالانکہ اِس Depth سے ہم کبھی کوئی سٹریٹیجک فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اب بھی عافیت اور خیریت اِس میں ہے کہ ایک طرف ہم افغانستان کے اندرونی معاملات کلیتاً افغانیوں پر چھوڑ دیں البتہ سرحدوں کو بڑی سختی سے بند کریں اور کسی تخریب کار دہشت گرد کو پاکستان میں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں۔ دونوں ممالک کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارا تعلق ایک ہی مذہب سے ہے اور پھر ہم ہمسائے بھی ہیں۔ مذہب بھی ایک ہی رہے گا اور ہمسائے بھی کبھی بدلے نہیں جاتے۔ دنیا اسلام دشمنی کی بنیاد پر دونوں ممالک میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرتی رہے گی۔ افغانستان کی موجودہ حکومت کو یہ بات فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اگر دشمن خدانخواستہ اسلام کو بحیثیت دین زک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ صرف پاکستان کا نقصان نہیں ہوگا، افغانستان بھی بُری طرح متاثر ہوگا اور پوری امت مسلمہ کا نقصان ہوگا۔ لہٰذا مسئلہ کا حل صرف یہ ہے کہ ہم تمام مسائل اور تنازعات کو اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی روشنی میں عدل و انصاف کی بنیاد پر حل کریں۔ اللہ تعالیٰ دونوں ممالک کے مقتدر حضرات کو ہدایت دے اور وہ حق کی راہ پر ڈٹ جائیں۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

بہت ہی سخت دن آنے والا ہے

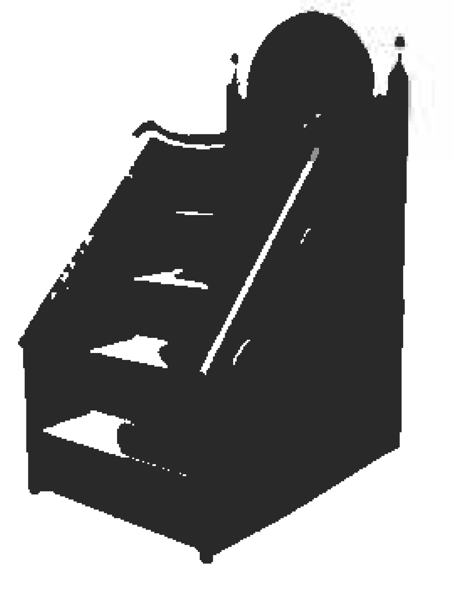

(سورۃ القمر کی آیات 6 تا 8 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 23 جولائی 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ القمر کی ابتدائی 5 آیات کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج ان شاء اللہ اگلی 3 آیات کا مطالعہ کریں گے۔ اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے شق قمر کے واقعہ کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد وہ لوگ جن کے سامنے نبی مکرم ﷺ دعوت توحید پیش کر رہے تھے اُن کے اعراض اور حق سے انکار کی روش کو بیان کیا گیا۔ پھر گزشتہ اقوام کی نافرمانیوں اور اس کے انجام کو سبق آموزی کے لیے بیان کیا گیا اور پھر یہ بھی بتایا گیا کہ جس طرح ان قوموں پر دنیا میں عذاب آیا اسی طرح تمام نافرمانوں کے لیے بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اب جن لوگوں نے جانتے بوجھتے حق کا انکار کیا، تکبر اور تعصب پر اڑے رہے ان کے بارے میں آگے فرمایا کہ:

﴿فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ ۘ﴾ ”تو (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے صرفِ نظر کر لیجیے۔“

ان لوگوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے جن کے سامنے حق دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا، معجزے، آیات اور نشانیاں پیش کی گئیں، سبق کے لیے پچھلی اقوام کے واقعات بھی بیان کیے مگر وہ ہٹ دھرمی پر اڑے رہے اور اپنے تکبر اور تعصب کی وجہ سے حق کو نہیں مانا۔ جیسے ابوجہل کی مثالیں سامنے آئی ہیں۔ اس کا بھی یہی کہنا تھا کہ میں مکہ کا بڑا سردار ہوں اگر میں نے محمد (ﷺ) کو رسول مان لیا تو ہم ان کے سامنے چھوٹے ہو جائیں گے۔ ہماری سرداری، بتوں سے ہونے والی آمدن، سب کچھ ہم سے چھن جائے گا۔ اس طرح کے ہٹ دھرم لوگوں کے بارے میں فرمایا:

﴿يَوۡمَ يَدۡعُ الدَّاعِ اِلٰى شَىۡءٍ نُّكُرٍ ۙ﴾ ”جس دن ایک پکارنے والا پکارے گا ایک بہت ناگوار چیز کی طرف۔“

یہ قیامت کے دن کا بیان ہے۔ وہاں پر ہر ایک کو پکارا جائے گا، ہر ایک اپنی قبر سے اٹھ کھڑا ہوگا۔ آگے ذکر بھی اشارۃً آ رہا ہے۔ جو مجرمین ہوں گے، کفار ہوں گے، حق کا انکار کرنے والے ہوں گے اور دنیا کی محبت میں ڈوب کر آخرت کی اصل زندگی کو فراموش کرنے والے ہوں گے ان کے لیے یہ اُٹھایا جانا بڑا ناگوار ہوگا، یہ ان کے لیے بڑا سخت مرحلہ ہوگا۔ ارشاد ہوا:

﴿خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ﴾ ”(اس وقت) ان کی نگاہیں زمین میں گڑی ہوں گی۔“

مراد یہ ہے کہ ان کی آنکھیں ندامت کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی۔ دنیا میں پیغمبروں کی دعوت کا رد کیا، آخرت کو جھٹلایا، روز محشر کا انکار کیا، لیکن اب وہی دن حقیقت بن کر ان کے سامنے آ گیا۔ یہ تو کہتے تھے کہ دنیا ہی اصل زندگی ہے، یہیں عیش کرو، عیاشی کرو۔ اس عیاشی کے لیے دوسروں کا حق مارا، ظلم کیا، لوگوں کو ستایا، کرپشن کی لیکن روز حساب حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔ اب کیا کریں؟ ظاہر ہے ندامت اور شرمساری کے علاوہ باقی کیا رہ گیا۔

یاد رکھیے! یہاں ذکر تو منکرین آخرت کا ہو رہا ہے لیکن اصل مقصد ہمیں سمجھانا ہے۔ ہم تو الحمدللہ ماننے والے ہیں، مسلمان ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم مرنے کے لیے تیار ہیں، موت کے بعد کے حالات کا احساس ہے؟ کیا قیامت کے دن اُٹھایا جانا ہمیں یاد ہے؟ ہماری پیشی ہوگی، ایک ایک عمل کا حساب دینا ہوگا، کیا ہمیں اس کا احساس ہے؟ ہمارے بارے میں سوال ہوگا اور بہت کچھ سوالات ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکیں گے جب تک وہ پانچ سوالات کے جوابات نہ دے دے۔ کل اللہ پوچھے گا یہ زندگی تو امانت تھی، تم مالک نہیں تھے، تم امین تھے، بتاؤ زندگی کہاں لگائی۔ آج نعرے لگائے جاتے ہیں ”میرا جسم میری مرضی“۔ My life, My choice وغیرہ۔ کل کیا جواب دیں گے؟ زندگی کا پیک ٹائم جوانی ہے جب پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ ہوتا ہے اور بندہ کبھی دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتا، کبھی تو باپ کے سامنے بھی سینہ تان کر بات کرتا ہے، کبھی محلے والوں کے سامنے کھڑا ہو کر سینہ تان کر باتیں کرتا ہے، ساری دنیا کے سامنے کھڑا ہو کر ٹکر لینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن اقامت دین کی جدوجہد کی طرف نہیں آئے۔ پوچھا جائے گا یہ جوانی کہاں صرف کی؟ آج یہ قوت بازو ہے، آج یہ فکری سطح کی صلاحیتیں، غور و فکر کی صلاحیتیں، سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں، بولنے کی صلاحیتیں، لکھنے کی صلاحیتیں اور دنیا جہاں کی ایکسپرٹیز، تجربات کر کے انسان تجربہ حاصل کرتا ہے، اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ صلاحیتیں کہاں صرف کیں؟ جو علم دیا گیا اس پر کتنا عمل کیا؟

یہ ہماری زندگی کے اہم ترین سوالات ہیں مگر آج

ہزاروں ٹی وی چینلز میں سے ایک بھی ان کے بارے میں نہیں بتائے گا۔ بجائے اس کے آج ہمیں کن چکروں میں لگا رکھا ہے۔ فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے، گناہ کی باتیں، نافرمانی کی باتیں، اسکرین پر کتنا ٹائم لگتا ہے۔ چاہے وہ ٹیلی ویژن کی اسکرین ہو، ایل سی ڈی ہو یا ایل ای ڈی ہو یا سمارٹ فون ہو یا کچھ اور ہو اور کن دنیاؤں کے اندر ہم گھمائے جا رہے ہیں۔ یہ وہ سوالات ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے چودہ صدیوں سے بریک کر دیے ہیں، یہ وہ نیوز ہے جو چودہ صدیوں سے بریک ہوئی پڑی ہے۔ پہلا سوال زندگی کے بارے میں، دوسرا سوال جوانی کے بارے میں، تیسرا سوال مال کہاں سے کمایا؟ کافر آزاد ہوتا ہے جو چاہے کرے لیکن مسلمان تو پابند ہوتا ہے۔ چوتھا سوال ہوگا: بتاؤ مال کہاں خرچ کیا؟ کمانا بھی حلال سے اور خرچ بھی جائز میں کرنا ہے۔ اللہ اکبر! پانچواں سوال: جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا؟ آج آپ ایک سوال اٹھائیں یہ آپ کو پچاس ہزار صفحات نکال کر دے دیں گے۔ اتنا زیادہ تعلیمی مواد اسکرین پر دستیاب ہے۔ لیکن اس کا اثر ہمارے ایکشن میں کتنا ہے؟ کسی ایک موضوع پر بحث کروا لو تو ساری رات لگا دیں گے۔ دلائل پر دلائل دے ماریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس سارے علم پر عمل کتنا ہے؟ کیا آج ہم ان سوالوں کے لیے تیار ہیں؟ دنیا کی کمائی کے بارے میں سوال ہو جائیں تو بندہ ٹینشن میں آ جاتا ہے۔ جب ایف بی آر والے پیچھے پڑتے ہیں تو وہ سارا ٹریس کر لیتے ہیں، وہ سب ہمیں ناگوار لگتا ہے۔ آخرت میں سوال ہوگا تو کیسا لگے گا؟ یہ تو صرف پانچ سوالات ہیں ورنہ قرآن و حدیث میں ایک پوری لسٹ ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ زیر مطالعہ آیات میں منکرین آخرت کے حوالے سے جو بیان کیا جا رہا ہے اس میں ہمارے لیے بھی سبق ہے۔ فرمایا:

﴿خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ﴾ ''(اس وقت) ان کی نگاہیں زمین میں گڑی ہوں گی۔''

ہم تو مسلمان ہیں، کیا ہم اُس دن کے حوالے سے تیاری کر رہے ہیں۔ یہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷﴾ ''یہ اپنی قبروں سے ایسے نکل کر آئیں گے جیسے ٹڈی دل پھیلا ہوا ہو۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک معلوم نہیں کتنے انسان پیدا ہوئے اور قیامت تک کتنے لوگ ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ سب کھڑے کیے جائیں گے تو ایسی ہی کیفیت ہوگی جیسے ٹڈی دل نکل آتے ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ﴾ ''دوڑتے ہوئے آئیں گے پکارنے والے کی طرف۔''

انسان کے پاس جو کچھ بھی اختیار ہے وہ دنیا میں ہے۔ چاہے اپنے رب کا شکر ادا کرے، چاہے سرکشی کرے، دین کے احکامات کو نہ مانے، اذان ہو رہی ہے لیکن وہ اپنے کاروبار میں لگا ہے۔ فکر ہی نہیں کہ کون بلا رہا ہے۔ لیکن یہ سب سرکشیاں اور باغی پن موت سے پہلے تک ہے۔ اس کے بعد انسان کے پاس کچھ اختیار نہیں ہوگا، وہ اللہ کی مرضی سے دوبارہ اُٹھایا جائے گا اور جب پکارنے والا پکارے گا تو اس کی طرف سب دوڑ لگا دیں گے۔ کوئی چھپ نہیں سکے گا۔ کوئی رُک نہیں سکے گا۔ آگے فرمایا:

﴿يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸﴾ ''کافر کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخت دن ہے۔''

کافر، باغی، سرکش دنیا میں اپنی مرضی کی زندگی گزار چکے ہوتے ہیں، اپنی من مانیاں کر چکے ہوتے ہیں اور انہیں گمان ہی نہیں ہوتا کہ موت کے بعد ان کے ساتھ کیا کچھ ہوگا۔ لہٰذا اچانک جب اُٹھایا جائے گا تو وہ حواس باختہ ہو جائیں گے اور انہیں احساس ہو جائے گا کہ ان کے حساب کا دن آ چکا ہے اور وہ خوب سمجھتے ہوں گے کہ وہ دن ان کے لیے انتہائی سخت ہوگا۔

پریس ریلیز 30 جولائی 2021ء

افغان طالبان کے وفد کا دورہ چین خطے ہی نہیں عالمی سطح پر بھی گیم چینجر ہوگا

شجاع الدین شیخ

افغان طالبان کے وفد کا دورہ چین خطے ہی نہیں عالمی سطح پر بھی گیم چینجر ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ ملا عبدالغنی برادر کی سربراہی میں چین کی دعوت پر افغان طالبان کے اعلیٰ سطحی وفد کا دورہ چین اور چین کے وزیر خارجہ سمیت اعلیٰ حکام سے ملاقات اِس بات کی طرف واضح نشان دہی کرتا ہے کہ چین امریکہ کے افغانستان سے انخلاء کے بعد افغان طالبان کی مستقبل کی حکومت کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ اس دورے اور دونوں اطراف کی اعلیٰ قیادت کی ملاقات سے اندازہ ہوتا ہے کہ چین کو ادراک ہو چکا ہے کہ مستقبل میں اِس خطے میں امن کا دارومدار بھی افغانستان میں افغان طالبان کے اقتدار اور حکومت کو نہ صرف تسلیم کرنے بلکہ اُس کا ساتھ دینے میں ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِسی دوران امریکی وزیر خارجہ انیتھونی بلنکن کا دورہ بھارت جس میں بھارتی اعلیٰ عہدے داروں سے ملاقات کے علاوہ موصوف نے دلائی لامہ سے بھی خصوصی ملاقات کی، بہت معنی خیز ہے اور یہ ملاقات اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ امریکہ بھارت کے ساتھ مل کر چین کو بھی طیش دلانا چاہتا ہے اور خطے کے امن کو بھی تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اُنھوں نے حکومتِ پاکستان پر زور دیتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو بھی چاہیے کہ وہ اب نہ صرف افغانستان میں افغان طالبان کے اسلامی حکومت کو قائم کرنے کے غیر مشروط حق کو تسلیم کرے بلکہ افغان طالبان کی خواہش پر اِس معاملے میں اُن کی بھرپور مدد بھی کرے۔ افغان طالبان کو پورا موقع دیا جائے کہ وہ امریکہ کی وجہ سے تباہ شدہ افغانستان کی تعمیرِ نو کریں، وہاں امن و امان قائم کریں اور افغان عوام کی خواہش کے مطابق اسلامی نظامِ حکومت یعنی امارات اِسلامیہ افغانستان کو پھر سے بحال کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت جیسی طاغوتی طاقتیں اِس خطے میں جنگ کے شعلے بھڑکانا چاہتی ہیں جس کا مقابلہ کرنے کے لیے افغان طالبان، پاکستان اور چین سمیت خطے کی امن پسند طاقتوں کو مل کر سیسہ پلائی دیوار بننا ہوگا۔ اِسی صورت میں ہمارا خطہ خوشحالی، ترقی اور امن و امان کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

یہ تو کافروں اور منکرین کا احوال تھا۔ ہم بحیثیت مسلمان ذرا سوچیں کہ کیا ہم اس دن کے لیے تیار ہیں؟ ہم ہر نماز میں یہ پڑھتے ہیں: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ لیکن کیا ہمیں یقین ہے کہ بدلے کے دن کے مالک کے سامنے ایک دن کھڑا ہونا ہے؟ آج جو حرکتیں ہم اس معاشرے میں دیکھتے ہیں۔ عید کے دن صبح تکبیرات پڑھتے ہوئے عیدگاہ میں جاتے ہیں اور وہاں یہ سب تلاوت کرتے ہیں، سنتے ہیں: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اور عید کے فوری بعد ہمارے مشاغل کیا سے کیا ہو جاتے ہیں، باربی کیو کی محفل میں گانے چلاتے ہیں، پورے محلے کو جگاتے ہیں۔ عید کے دن کا آغاز ہم تکبیرات کے ساتھ کرتے ہیں اور عید کے بعد ہماری بہن بیٹیوں کا لباس ایسا ہوتا ہے کہ ہماری آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ ہم اللہ کا نام لے کر جانور کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں لیکن کئی مرتبہ مالِ حرام کا جانور ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مالِ حرام سے صدقہ بھی قبول نہیں۔ غور کریں کیا واقعی ہم اللہ کو بدلے کے دن کا مالک مانتے ہیں؟ کیا واقعی ہم اللہ کو بڑا مانتے ہیں؟ کیا ہم واقعی بدلے کے دن کا یقین رکھتے ہیں؟ کیا آج ہم اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو وراثت میں حصہ دے رہے ہیں؟ کیا ہم آج اپنے مال کو حرام سے پاک کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں؟ کیا آج ہم اپنے قرض کی ادائیگی کے بارے میں سنجیدہ اور حساس ہیں؟

چنانچہ زیر مطالعہ آیت کے تناظر میں ہمیں سوچنا چاہیے، غور کرنا چاہیے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم اللہ سے کیا عہد کرتے ہیں، ہم اللہ کو بدلے کے دن کا مالک بھی مانتے ہیں، لیکن کیا ہمارا عمل اس کا اظہار کر رہا ہے؟ میری گفتگو، میرے اخلاق، میرا کردار، میرے رویے، میرے معاملات، میری ڈیلنگز، میرا چلنا، پھرنا، میرا بندوں کے ساتھ معاملہ کرنا، گھر والوں کے ساتھ، کاروبار کے معاملات، رشتہ داروں میں، پڑوس میں اللہ کے احکامات کے مطابق ہے؟ کیا میرا عمل بتاتا ہے کہ میں بدلے کے دن کا مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مانتا ہوں۔ یہ قرآن کی اس آیت کا پیغام میرے لیے اور آپ سب کے لیے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کل کا یقین عطا فرمائے۔ وہ کل تو جب قیامت برپا ہوگی سو ہوگی۔ قیامت قریب ہے لیکن ہماری موت اس سے زیادہ قریب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

((من مات فقد قامت قیامتہ))

''جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔''

اب آخری سوال یہ ہے کہ کیا ہم مرنے کو تیار ہیں؟ کیا اللہ کے حقوق کے بارے میں ہمارے معاملات ٹھیک ہیں؟ بندوں سے متعلقہ امور میں ہمارے معاملات سیٹل ہیں؟ اللہ کی کتاب، اللہ کے دین، اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کے حوالے سے جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں، کیا ہم انہیں ادا کر رہے ہیں؟ اللہ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے اور تیاری کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم ایس سی، قد "5'.5، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4222249

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(7 تا 16 جولائی 2021ء)

بدھ (07 جولائی 2021ء) کی شام ڈاکٹر غلام مرتضیٰ اور انجینئر نعمان اختر کی معیت میں ایک نوجوان حبیب سے ملاقات کی۔ وہ کچھ مشورے دینا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ان سے رابطہ رکھیں گے۔

جمعرات (08 جولائی 2021ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (09 جولائی 2021ء) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں گھریلو تشدد ایکٹ کے حوالے سے پالیسی سٹیٹمنٹ ریکارڈ کرایا۔ شام کو سید اظہر ریاض (مرحوم) کے بھائیوں سے ملاقات اور ان کے خاندان کے افراد سے خطاب کیا۔

بدھ (14 جولائی 2021ء) کی شام کو کراچی سے لاہور آنا ہوا۔

جمعرات (15 جولائی 2021ء) کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کے ترجمہ کے حوالے سے میٹنگ ہوئی۔ کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ چھٹی جماعت سے بارہویں کے طلبہ کے لیے قرآن کا ترجمہ لازمی قرار دینے کی تجویز ہے۔

جمعہ (16 جولائی 2021ء) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ اس موقع پر قربانی کے حوالے سے تذکیری گفتگو کی۔

نائب امیر سے معمول کے مطابق آن لائن رابطہ رہا۔

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

3

حضورِ رسالت ـ 1 ـ (IV)

مپرس از کاروانِ جلوہ مستاں
ز اسبابِ جہاں بر کندہ دستاں
بجانِ شاں ز آوازِ جرس شور
چو از موجِ نسیمے در نیستاں!

ترجمہ قافلے سے نہ پوچھو وہ (محبوب کے) جلوے میں مست ہیں (یہ وہ لوگ ہیں) جو دنیا کے اسباب سے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

قافلے کی گھنٹی کی آواز سے ان کی جان (ذوق وشوق) میں شدت پیدا ہوتی ہے۔

جیسے نسیم کے جھونکے سے نرکل یا بانسوں کے جنگل میں شور پیدا ہوجاتا ہے۔

تشریح اُمت مسلمہ بالعموم اور جنوبی ایشیا کے مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ سے محبت اور حضرت محمد ﷺ سے عشق کے ضمن میں خاص جذبات رکھتے ہیں۔ مسلمان عوام میں دین کے شعائر سے شغف اور آپ ﷺ سے محبت وعشق بھی قابل ذکر ہے۔ چند نسلیں پہلے یہ زیادہ تھا اب انگریز کی منحوس حکومت کے دوران استعمار نے اپنا نصابِ تعلیم اور رواجات کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں سے ان کے پیغمبر ﷺ کی محبت کو کھرچ کھرچ کر نکالنے کی کوشش کی ہے۔ پھر مسلمان دین کی بات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات، حضرت محمد ﷺ کی باتوں پر کان دھرتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ کا تذکرہ سن کر تیز ہوا چلنے سے جیسے باغوں اور فصلوں کے پتوں کے ہلنے کا شور ہوتا ہے، مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوجاتی ہیں۔ اگر چہ دورِ غلامی میں مسلمان اب دین سے دوری اختیار کررہے ہیں اور غلامی کے جبر کی وجہ سے بے دست و پا ہیں اور برطانوی استعمار کا مقابلہ کرنے کے لیے دنیاوی علوم اور اسباب حاصل کرنے کی تگ و دو میں بہت پیچھے ہیں بلکہ اکثر اس سوچ سے بھی عاری ہیں۔

مثنوی اسرار ورموز کے آخر میں فرماتے ہیں: (عرضِ حال مصنف......)

اے ظہورِ تو ﷺ شبابِ زندگی جلوہ ات ﷺ تعبیرِ خوابِ زندگی
اے زمیں از بارگاہت ارجمند آسماں از بوسۂ بامت بلند
شش جہات روشن ز تابِ روئے تو ترک و تاجیک و عرب ہندوے تو

آپ ﷺ کا ظہور زندگی کا عہدِ شباب ہے آپ ﷺ کا جلوہ زندگی کے خواب کی تعبیر ہے۔ زمین آپ ﷺ کی بارگاہ ہونے سے عزت والی ہوئی آسمان آپ کی چھت کے بوسے کی بدولت بلند ہوا۔ تمام جہات آپ کے چہرہ کی چمک سے روشن ہوئے۔ ترک، تاجک اور عرب سب آپ کے غلام ہیں۔

حضورِ رسالت ـ 1 ـ (V)

بایں پیری رہِ یثرب گرفتم
نوا خواں از سرورِ عاشقانہ
چو آں مُرغے کہ در صحرا سرِ شام
کشاید پر بہ فکرِ آشیانہ

ترجمہ میں نے اس بڑھاپے میں عاشقانہ نغمے کی نوا خوانی سے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کیا۔ اُس پرندے کی طرح جو صحرا میں شام کے وقت اپنے گھونسلے میں جانے کی فکر میں پرواز کے لیے پر کھولتا ہے

تشریح جنوبی ایشیا سے مسلمان اُمت کی زبوں حالی، غلامی پر قناعت اور آزادی کے جذبے کے فقدان کے ماحول میں جب کہیں سے مسلمانوں کی آزادی اور برطانوی استعمار سے گلوخلاصی کی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی ایک میں (علامہ اقبال) قوم کو شکوہ (1911ء)، شمع وشاعر (1912ء)، جوابِ شکوہ (1913ء)، طلوعِ اسلام (1923ء) کے ذریعے جگانے کی کوشش کرتا رہا ہوں مگر قوم خوئے غلامی میں پختہ ہوچکی ہے اور مسلمان زعماء اس غلامی سے مراعات حاصل کرنے کے لیے قوم کو بیچ رہے ہیں۔

اب بظاہر مایوسی کے عالم میں اور عمر ڈھلنے پر مدینہ منورہ کے سفر کا ارادہ کر کے تیار ہوں اور اُمت مسلمہ (جنوبی ایشیا میں آباد مسلمان) کی حالت زار کی کہانی آپ ﷺ کے سامنے پیش کرنے جا رہا ہوں جیسے پرندے شام کو اپنے گھونسلے میں لوٹنے کے لیے پر پھیلاتے ہیں اور اپنے آشیانے پر جانے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں۔

علامہ اقبال ہی ''عرضِ حال مصنف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ'' میں فرماتے ہیں:

از غمِ پنہاں نگفتن مشکل است
بادہ در مینا نہفتن مشکل است
مسلم از سرِّ نبیؐ بیگانہ شد
باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد

ہم مظلوم ومقہور وغلام اُمت کے لیے سایۂ ابرِ رحمت اب منحوس برطانوی استعمار کی اسلام دشمنی، انسان دشمنی اور خدا بے زار میں بدل گئی ہے اور اس غمِ پنہاں پر گفتگو روک کر رکھنا مشکل ہے۔ اُمت مسلمہ کے غموں ومصائب وآلام کے ہجوم کو کسی 'مینا' یعنی پیکر انسانی میں سنبھال کر رکھنا اور اظہار سے گریز کرنا بہت مشکل ہے۔ دوسرے الفاظ میں اب شاعر یہ سب کچھ عرض کرنے کے لیے مدینہ کی ہواؤں اور گلیوں کا رُخ کیے ہوئے ہیں۔

نائن الیون کے بعد پاکستان نے افغانستان میں افغان طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں امریکہ کا ساتھ دے کر جو جرم کیا تھا اب اس کی تلافی اس طرح ممکن ہے کہ پاکستان افغان طالبان کے پلڑے میں وزن ڈالے : ایوب بیگ مرزا

افغانستان کے 400 اضلاع میں سے 250 پر افغان طالبان قابض ہو چکے ہیں جبکہ بقیہ علاقوں میں معرکہ جاری ہے اور اس میں طالبان کا پلڑا بھاری جا رہا ہے : رضاء الحق

افغانستان: افغان طالبان کی پیش قدمی اور امریکی افواج کی پسپائی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر محمد حبیب اسلم

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکہ کے صدر جو بائیڈن نے حالیہ بیان دیا کہ امریکہ افغانستان میں ناکام نہیں ہوا اور اس کے اہداف مکمل ہو گئے ہیں امریکہ وہاں پر کوئی نیشن بلڈنگ کے لیے نہیں گیا تھا۔امریکی صدر کے اس بیان پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اُردو کا محاورہ ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔میں سمجھتا ہوں کہ بات اس سے بھی آگے کی ہے۔ بات دروغ گوئی اور سفید جھوٹ بولنے کی ہے۔جب امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کیا تھا تو اس وقت کے صدر بش جونیئر نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ہم یہاں نیشن بلڈنگ کے لیے آئے ہیں،لوگوں کو جمہوریت کا سبق دینے کے لیے آئے ہیں،ایک نیا طرزِ زندگی دینے کے لیے آئے ہیں اور لوگوں کو مہذب بنانے کے لیے آئے ہیں۔لیکن موجودہ امریکی صدر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے یہ اہداف نہیں تھے۔فرض کیجیے انہوں نے القاعدہ ہی کو ختم کرنا تھا اور اسامہ بن لادن کو ہی مارنا تھا۔تو اسامہ بن لادن کو مارے ہوئے گیارہ سال گزر چکے ہیں۔ان گیارہ سالوں میں انہوں نے کتنے کھرب ڈالر خرچ کیے ہیں۔اگر مقصد حاصل ہو چکا تھا تو اتنی رقم خرچ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر یہ کہ ان کا اسامہ بن لادن والا مشن بھی مشکوک ہے۔ ذرائع بتاتے ہیں کہ اسامہ بن لادن گردوں کی خرابی کی وجہ سے کئی سال پہلے فوت ہو چکے تھے۔ایبٹ آباد میں جس مقام پر امریکہ نے حملہ کیا وہاں اس کے بیوی بچے رہتے تھے۔ہمارے جو لوگ امریکہ جاتے ہیں اور واپس آ کر اپنے مشاہدات بیان کرتے ہیں کہ وہاں سچ بولا جاتا ہے، وہاں انصاف ہے، وہاں کے لوگ مہذب ہیں وغیرہ۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ بات امریکہ کے اندرونی معاملات میں کسی حد تک ٹھیک ہوگی۔لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ وہ یہ ساری کسر دوسری قوموں پر نکالتے ہیں اور اس پر شرمسار بھی نہیں ہوتے۔ امریکہ نے عراق پر حملہ کیا اور تباہی و بربادی لانے کے بعد کہا کہ ہم سے غلطی ہو گئی،ہمیں غلط انفارمیشن ملی تھی۔حالانکہ یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ تھا۔اصل بات یہ ہے کہ امریکی اپنے مفاد میں بدترین جھوٹ کو بھی حق سمجھتے ہیں۔ جو بائیڈن کا مذکورہ بیان بدترین جھوٹ ہے۔وائس آف امریکہ کے مطابق امریکہ نے دو کھرب ڈالر وہاں صرف جمہوریت سازی کے لیے خرچ کیے۔نیشن بلڈنگ یہی ہوتی ہے کہ ہمارا نظام وہاں آ جائے اور امریکہ اسی لیے افغانستان میں آیا تھا اور وہ یہ نظام سیاسی،معاشی اور معاشرتی سطح پر مسلط کرنے گیا تھا۔ لیکن وہ ہر سطح پر ناکام ہوئے اور سب کچھ چھوڑ کر واپس جانا پڑا۔نیٹو جو تقریباً 50 ممالک کی فوج تھی اور افغانستان میں دنیا کی پسماندہ ترین قوم سے لڑ رہی تھی لیکن پھر بھی وہ شکست کھا گئی۔اب جتنا چاہیں جھوٹ بول لیں لیکن حقیقت کو دنیا سے چھپا نہیں سکتے۔

سوال: طالبان کی افغانستان میں پیش قدمی جاری ہے اور وہ مختلف شہر فتح کرتے جا رہے ہیں،اس حوالے سے تازہ اطلاعات کیا ہیں؟

رضاء الحق: انٹرنیشنل میڈیا کے مطابق 400 اضلاع میں سے 250 پر طالبان قابض ہو چکے ہیں جبکہ بقیہ علاقوں پر معرکہ جاری ہے اور اس میں طالبان کا پلڑا بھاری ہے۔کابل انتظامیہ کی رٹ بہت محدود علاقے پر رہ گئی ہے۔ یہ انٹرنیشنل میڈیا کی رپورٹس ہیں۔امریکہ تو چلا گیا اب کابل انتظامیہ کے پاس افغان فورسز ہیں جو کچھ علاقوں میں طالبان کے ساتھ لڑ رہی ہیں لیکن زیادہ تر ہتھیار ڈال چکی ہیں۔اسی طرح لوکل ملیشیاز اور داعش وغیرہ جن کو طالبان سے مقابلے کے لیے لایا گیا تھا ان کو بھی مکمل شکست ہو چکی ہے۔افغانستان کے تقریباً تمام سرحدی علاقوں پر افغان طالبان کا قبضہ ہے جس کی وجہ سے کابل انتظامیہ کو بیرونی امداد بھی نہیں مل سکتی اور نہ ہی طالبان کے نام پر پڑوسی ممالک میں کوئی دہشت گردی کی جا سکتی ہے۔ یعنی افغان طالبان نے افغانستان کی سرحدوں کو کافی حد تک اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے۔

سوال: طالبان کی مخالفت میں کچھ ویڈیوز سوشل میڈیا پر وائرل ہو رہی ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟

رضاء الحق: یہ ویڈیوز جن سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے سامنے آ رہی ہیں وہ عام طور پر انفرادی اکاؤنٹس نہیں ہیں۔ ان میں کچھ ڈ DW (جرمن نیٹ ورک) کے اکاؤنٹس ہیں جو پوری دنیا میں پھیلا ہوا نیٹ ورک ہے، کچھ CNN کے ہیں کچھ "FOX" کے ہیں، کچھ دیگر مغربی ذرائع ابلاغ سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ انڈین نیٹ ورک کے منسلک ہیں۔یہ سب عالمی ایجنڈے کے تحت ہو رہا ہے۔ ان میں دو قسم کی ویڈیوز سامنے آ رہی ہیں۔ ایک وہ جو بالکل ہی ڈیپ فیکس ہیں ان میں افغان طالبان کا نام

استعمال کیا جارہا ہے حالانکہ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسری قسم کی ویڈیوز وہ ہیں، خاص طور پر DW کی جو وائس اوور ہوتی ہیں۔یعنی حقیقت کچھ اور ہوتی ہے لیکن اس کو کچھ اور بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً طالبان جن علاقوں پر قبضہ کر رہے ہیں وہاں لوگ ان کا استقبال کر رہے ہیں۔لیکن ویڈیوز میں ساتھ کیپشن یہ لگادی جاتی ہے کہ لوگوں کو ابھی بھی خطرہ ہے کہ افغان طالبان کیا کریں گے۔ یہ بنیادی طور پر عالمی میڈیا کا پروپیگنڈے کا ایک طریقہ ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ طالبان کے خلاف رائے عامہ ہموار کر رہے ہیں۔ بہرحال طالبان کامیابی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔البتہ ایک چیز کا خطرہ ہے اور طالبان بھی اس خطرے کو کاؤنٹر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ خطرہ یہ ہے کہ امریکہ افغانستان میں ’’تھری پرانگ اسٹریٹجی‘‘ استعمال کرنا چاہ رہا ہے۔یعنی اس اسٹریٹجی کی تین شاخیں ہوں گی۔

1۔ افغان فورسز کی capacity building کی جائے گی۔یعنی مزید فوجی بھرتی کیے جائیں گے اوران کو جدید اسلحہ سے لیس کیا جائے گا۔

2۔روس نے شام میں جو فارمولا استعمال کیا تھا وہ استعمال میں لایا جائے گا۔یعنی افغانستان میں اتنا انتشار اور خانہ جنگی پیدا کی جائے کہ طالبان کا کنٹرول بھی مستحکم نہ رہے اور بالآخر کابل انتظامیہ کامیاب ہوجائے۔

3۔ افغان طالبان کو ہائبرڈ وار کے ذریعے یہ باور کرایا جائے کہ وہ جیت نہیں سکیں گے لہٰذا مذاکرات کی طرف آجائیں۔

سوال: کیا امریکہ افغانستان سے مکمل طور پر چلا جائے گا یا پھر وہ ظاہری طور پر جائے گا لیکن اندر کھاتے مداخلت جاری رکھے گا؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ افغانستان میں افغان طالبان کی حکومت اتنی آسانی سے بننے نہیں دے گا اور کابل پر قبضہ کے معاملے میں ان کے راستے میں روڑے اٹکائے گا۔ کیونکہ درحقیقت کابل پر حکومت افغانستان کی حکومت سمجھی جاتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ طالبان کابل میں حکومت نہ بنا سکیں، چاہے باقی تمام علاقوں، چھوٹے شہروں، اضلاع اور دیہاتوں میں بنالیں۔ کیونکہ اگر وہ کابل میں حکومت بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ واقعی افغانستان میں طالبان کی حکومت ہے۔ اصل میں امریکہ کی نیت میں فتور ہے۔ وہ افغانستان میں اس نیت سے آیا تھا کہ وہاں سیکولر نظام نافذ کرے کیونکہ طالبان نے وہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا آغاز کر دیا تھا اور مغرب کو لگ رہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب واقعتاً وہاں اسلام کا مکمل غلبہ ہوجائے گا اور لوگوں نے دیکھا بھی کہ اس کے ثمرات سامنے آنے شروع ہو گئے تھے۔مثال کے طور پر ہیروئین کی کاشت کو ایک آرڈر سے بند کر دیا گیا اور اسلحہ جو ہر افغانی کے پاس لازمی ہوتا ہے' ملاعمرؒ کے ایک حکم پر سب نے اسلحہ جمع کرا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ملاعمرؒ کے حکم پر چلنے لگے تھے۔ امریکہ کو یہی ڈر ہے کہ اگر طالبان کا دوبارہ کابل پر قبضہ ہوگیا تو وہ نفاذ اسلام کے حوالے سے اپنے ادھورے کام کو اب مکمل کریں گے۔

> **اللہ چاہے تو چیونٹیوں سے ہاتھیوں کو گرا دے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو امریکہ کے زوال کا ذریعہ بنایا اوراب امریکہ سپریم پاور نہیں رہا۔**

سوال: امریکہ پر پہلے یہ الزام تھا کہ اس نے روسی انخلاء کے فوراً بعد افغانستان کو خانہ جنگی کے لیے تنہا چھوڑ دیا اور چلتا بنا تھا۔ اب جبکہ امریکہ پوری طرح نہیں جارہا ہے تو پھر بھی امریکہ کو موردالزام ٹھہرایا جارہا ہے۔کیا یہ عجیب بات نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت امریکہ کی پوزیشن یہ ہے کہ ’’وہ جارہا ہے، وہ نہیں جارہا‘‘۔یعنی جو کام روس نے شام میں کیا ہے وہ کام اب امریکہ کابل یا افغانستان میں کرنے جارہا ہے کہ یہاں کسی کی حکومت قائم نہ ہو، یہاں صرف فساد ہو، انارکی ہو اور کوئی بھی دوسری طاقت بالخصوص چین افغانستان سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اگرچہ افغانستان لینڈ لاک ملک ہے لیکن وہاں سے سنٹرل ایشیا اور سنٹرل ایشیا سے یورپ کی طرف راستے جاتے ہیں۔ لہٰذا آپ اس کو ایک گیٹ وے کہہ سکتے ہیں کہ جو طاقت وہاں بیٹھی ہوگی وہ سنٹرل ایشیا پر نگاہ رکھ سکے گی، وہ چین پر نگاہ رکھ سکے گی، وہ پاکستان جیسے ایٹمی اسلامی ملک پر نگاہ رکھ سکے گی۔ ان وجوہات کی بنا پر امریکہ چاہتا ہے کہ اگر میرا وہاں رہنا ممکن نہیں رہا تو میں کسی اور کو بھی یہاں ٹکنے نہ دوں۔ یہ اس کی کوشش ہے اور اس کوشش میں اس نے فائدہ کم اور نقصان بہت اٹھایا ہے۔مثال کے طور پر 20 سال قبل جب امریکہ افغانستان میں آیا تھا تو وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ تھا، کوئی اس کے مقابلے میں نہیں تھا، دنیا یونی پولر تھی اور دنیا میں وہی کچھ ہو رہا تھا جو امریکہ چاہتا تھا۔ لیکن جب امریکہ نے اپنی تمام تر توجہ افغانستان پر مرکوز کر لی اور اپنے وسائل وہاں کھپا دیے تو اس دوران چین اور روس کو اپنے آپ کو اٹھانے کا موقع مل گیا اور اب یہ دونوں ممالک طاقت بن کر امریکہ کو للکار رہے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کو امریکہ کے زوال کا ذریعہ بنا اور اب وہ عالمی شہنشاہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اب سپریم پاور نہیں رہا۔ اللہ چاہے تو چیونٹیوں سے ہاتھی کو گرا دیتا ہے۔ اسی طرح پسماندہ ترین ملک افغانستان سے امریکہ جیسی سپریم پاور کو گرا دیا۔ یہ سب اللہ کے کام ہیں۔

سوال: ایک طرف کہا جارہا ہے کہ امریکہ افغانستان سے جانا نہیں چاہتا لیکن دوسری طرف افغانستان میں امریکی فوجی سربراہ جنرل آسٹن ایس ملر نے فوجی کمان امریکی سینٹ کام کے چیف جنرل مکینزی کے حوالے کر دی ہے۔ اس کے کیا اثرات ہوں گے؟

رضاء الحق: جنرل آسٹن نے جو کمانڈ حوالے کی ہے اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے موجود نہیں رہنا، صرف 650 کے قریب فوجی رہیں گے جو ایمبیسی میں ہوں گے اور ان کے مطابق ان کو پروٹیکٹ کریں گے۔ امریکی کی دنیا بھر میں سات مختلف کمانڈز ہیں جو پوری دنیا کے جغرافیائی ایریاز کو manage کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ ہمارے خطے سے متعلق جو کمانڈ ہے اس کو سنٹرل کمانڈ یعنی سینٹ کام کہتے ہیں۔ اس وقت جنرل مکینزی اس کا سربراہ ہے۔ بنیادی طور پر اس کو یہ کمانڈ حوالے کرنے کا مطلب ہے کہ انہوں نے اشارہ دیا ہے ہم یہاں سے جارہے ہیں۔ لیکن اصل بات وہی ہے کہ امریکہ یہاں سول وار یا انتشار جیسی صورتحال پیدا کرنا چاہ رہا ہے تاکہ افغان طالبان آسانی سے پورے افغانستان پر قبضہ نہ کر سکیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے یہاں بے تحاشہ اسلحہ چھوڑ دیا ہوا ہے بلکہ مختلف قسم کا دوسرا اسلحہ بھی آرہا ہے۔ کچھ ویڈیوز ایسی بھی آرہی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ انڈیا سمیت

مختلف جگہوں سے شمالی اتحاد اور افغان حکومت کی سیکورٹی فورسز کو اسلحہ پہنچایا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر لوکل ملائیشیاز اور داعش بھی موجود ہیں۔ پھر امریکہ کے تقریباً 18000 پرائیویٹ ملٹری کنٹریکٹرز بھی وہاں موجود ہیں اور موجود رہیں گے۔ جن میں بلیک واٹر اور واگنر گروپ شامل ہیں۔ واگنر گروپ نے لیبیا اور عراق میں بھی کام کیا ہے۔ یعنی امریکہ اپنے سٹیٹ ایکٹرز کو تو لے کر جا رہا ہے لیکن اپنے نان سٹیٹ ایکٹرز وہاں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ پھر برطانیہ اور فرانس کی سپیشل فورسز کی بھی امریکہ کے ساتھ ڈیل ہوئی ہے۔ ان سپیشل فورسز میں کمانڈوز ہوتے ہیں جو تعداد میں تو کم ہوں گے لیکن انتشار پھیلانے میں بہت ماہر ہیں۔ پھر تاجکستان اور ازبکستان کے ساتھ بھی امریکہ کے معاہدے چل رہے ہیں جس پر روس نے بھی اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے کہ وہ وہاں ان کے اڈوں کو استعمال کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ خلیج فارس اور مڈل ایسٹ سے بھی ڈرون حملے اور مختلف عسکری کارروائیاں کر سکتا ہے۔ شام میں امریکہ نے کسی کو ٹارگٹ کرنا ہوتا تھا تو وہ خلیج فارس سے ہی کروز میزائل کے ذریعے اسے ٹارگٹ کرتا تھا۔ بہر حال اس پوری صورت حال کو دیکھیں تو یہی لگتا ہے کہ امریکہ دور بیٹھ کر اس پوری جنگ کو مانیٹر کرنا چاہ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ میں یہاں ملوث رہوں۔ کیونکہ اسے پتا ہے کہ اگر میں نے یہ علاقہ چھوڑ دیا تو پھر دوسری طاقتیں اس علاقے کا کنٹرول حاصل کر لیں گی۔ افغان طالبان کے لیے یہ سب مشکلات ہیں لیکن ہمیں امید ہے کہ وہ اس چیز کو tackle کر سکیں گے کیونکہ انہوں نے ماڈرن وار فیئر اور ڈپلومیسی دونوں میں کافی مہارت حاصل کر لی ہے۔

سوال: امریکہ کے علاوہ بھارت بھی افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانا چاہ رہا ہے بالخصوص اس کا دعویٰ ہے کہ ہم طالبان کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھ لیں گے۔ آپ اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جب سے افغانستان کا مسئلہ پیدا ہوا ہے تب سے بھارت کی افغانستان کے حوالے سے سوچ بڑی منفی اور تخریبی رہی ہے۔ افغانستان کے مقابلے میں چین اور امریکہ کتنے بڑے ممالک ہیں لیکن بھارت کے چین میں صرف تین قونصلیٹ ہیں، امریکہ میں صرف پانچ قونصلیٹ ہیں جبکہ افغانستان میں اس کے 17 قونصلیٹ ہیں۔ ظاہر ہے اس کا مقصد سوائے تخریب کاری کے کیا ہو سکتا تھا لہٰذا وہاں دہشت گردی کو پروموٹ کیا گیا۔ پاکستان کے خلاف کسی دوسرے ملک کو دہشت گردی کے لیے استعمال کرنا بھارت کا انتہائی بزدلانہ قدم ہے۔

سوال: کیا انڈیا افغانستان میں بیٹھ کر چین کے گھیراؤ کے امریکی پروگرام کو آگے بڑھائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اس کے چانسز بہت کم ہیں۔ وہاں بیٹھ کر انڈیا کا اصل ٹارگٹ پاکستان ہوگا۔ اس حوالے سے ایک تاریخی واقعہ یاد آ گیا۔ جب ملا عمرؒ نے 1995ء میں افغانستان میں اپنی حکومت قائم کی تو بھارت کا ایک وفد شمالی اتحاد کے سربراہ احمد شاہ مسعود کے پاس گیا۔ احمد شاہ مسعود نے کہا اگر بھارت میری مدد کرے تو میں طالبان کے خلاف جنگ کروں گا۔ بھارتی وفد نے پوچھا: بدلے میں بھارت کو کیا ملے گا؟ احمد شاہ مسعود نے کہا: بھارت کو یہاں سے پاکستان کے خلاف کارروائیوں کی اجازت ہوگی۔ بھارتی وفد نے کہا پھر ہمیں منظور ہے۔ یعنی بھارت کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے۔ لیکن طالبان چونکہ اچھے مسلمان اور موحد ہیں اس لیے وہ مذہب کو پس پشت رکھ کر انڈیا کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ نہیں کریں گے جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ یعنی افغان طالبان بت فروش نہیں بنیں گے بلکہ بت شکن ہی بنیں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: افغانستان میں طالبان کے آنے سے افغانستان کے ہمسائے ممالک میں سے کون زیادہ خوش ہوگا اور کون ناخوش ہوگا؟

رضاء الحق: افغان طالبان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اسلامی نظام لانے کی کوشش کی اور کافی حد تک نافذ بھی کر دیا۔ پھر اس نظام کی برکات سامنے آئیں جو دنیا نے دیکھیں۔ افغان طالبان اگر دوبارہ حکومت میں آتے ہیں تو وہ دوبارہ وہاں اسلامی شریعت نافذ کریں گے اور امن قائم کریں گے اور یہی چیز مغربی ممالک، اداروں اور این جی اوز کو گوارا نہیں ہوگی کیونکہ انہوں نے مغربی تہذیب کو مسلط کرنے کے لیے ہی یہ جنگ مسلط کی تھی۔ اس کے علاوہ مغرب سے مرعوب ممالک بھی طالبان سے ناخوش ہوں گے۔ خاص طور پر جن مسلم ممالک میں بادشاہتیں قائم ہیں وہ زیادہ خطرہ محسوس کریں گے کہ وہاں بھی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے لوگ اُٹھ کھڑے نہ ہوں۔ اسی طرح طالبان کے دور میں ہیروئین کی کاشت بالکل ختم ہو گئی تھی لیکن نائن الیون کے بعد CIA نے دوبارہ شروع کر دی جس سے امریکہ کو بڑی آمدن ہوتی تھی۔ اس وقت دنیا میں تیسری بڑی بلیک مارکیٹ ڈرگز کی ہے۔ ظاہر ہے طالبان کے دوبارہ آنے سے ان ڈرگ مافیاز اور امریکہ کو بڑی تکلیف ہوگی۔ سب سے بڑھ کر مسلم ممالک کا سیکولر اور لبرل طبقہ ناخوش ہوگا۔ جن میں سیاستدان، صحافی، کالم نگار، تجزیہ نگار سب شامل ہیں۔ انہیں بھی طالبان سے خوف ہے کہ طالبان آئیں گے تو پتا نہیں کیا ہو جائے گا۔ افغانستان میں جو امریکہ اور مغرب کی کٹھ پتلیاں ہیں وہ بھی ہرگز طالبان کو نہیں چاہتیں۔ اسی طرح اقوام متحدہ، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک جیسے ادارے بھی طالبان کو نہیں چاہیں گے۔ خوش ہونے والوں میں پہلے تو طالبان خود ہیں دوسرا وہ طبقہ ہے جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا خواب دیکھتا ہے۔ اگر افغان طالبان کامیاب ہو جاتے ہیں اور دنیا کو اسلامی نظام کی برکات کا مشاہدہ کرا دیتے ہیں تو پھر عوام وخواص پر اس کا اثر پڑے گا اور دنیا کی رائے عامہ اس طرف آئے گی۔

سوال: اس صورت حال میں پاکستان کو کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: نائن الیون کے بعد پاکستان نے افغانستان میں اسلامی حکومت ختم کرنے میں امریکہ کا ساتھ دے کر جتنا برا آغاز کیا تھا اب اس کو اتنا ہی اچھا اختتام کرنا چاہیے۔ یعنی مشرف نے جس طرح برا آغاز کیا اب ہمیں اس کی تلافی کرنی چاہیے۔ اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ ہم نے ایک مسلمان ملک میں اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں امریکہ کا ساتھ دیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ نفاذ شریعت میں طالبان کی مدد کریں۔ اب ہمیں انہیں کسی نہ کسی سطح پر سپورٹ کرنا چاہیے شاید ہمیں بھی سمجھ آ جائے اور ہم بھی وہ راستہ اختیار کر لیں۔ ہمیں موجودہ سیاسی اور عسکری قیادت سے یہ توقع ہے کہ افغانستان کی مثبت سطح پر حمایت کریں گے اور کم از کم افغان طالبان کے راستے میں حائل نہیں ہوں گے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اسلام کا سماجی اور معاشرتی نظام (viii)

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

عورتوں کو اخلاقی سطح پر فوقیت

مرد کو عورت پر جو قانونی فوقیت دی گئی ہے‘ اس حوالے سے ہمارے ذہن میں آ سکتا ہے کہ یہ مساوات کے خلاف ہے‘ لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ایک اور اعتبار سے مردوں پر فوقیت دی ہے کہ عورتوں کے حقوق کو اخلاقی سطح پر حسنِ سلوک کے اعتبار سے بہت بلند مقام دیا ہے۔ عورت کا مقام ماں کی حیثیت سے تین درجے بلند ہے جبکہ باپ کی حیثیت تین درجے نیچے رہ جاتی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ میرے حسنِ سلوک کا اوّلین مستحق کون ہے؟ فرمایا:

’’تمہاری والدہ‘‘۔ صحابی نے پھر پوچھا: ان کے بعد کون؟ فرمایا: ’’پھر تمہاری والدہ‘‘۔ صحابی نے پھر پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: ’’پھر تمہاری والدہ‘‘۔ صحابی نے پھر عرض کیا: ان کے بعد کون؟ فرمایا: ’’پھر تمہارے والد۔‘‘ (صحیح البخاری)

اس کے علاوہ بھی اخلاقی سطح پر مختلف اعتبارات سے عورتوں کو مردوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ مثلاً:

(1) ماں کے قدموں تلے جنت بتائی گئی ہے‘ باپ کے قدموں تلے نہیں۔

(2) بیٹوں کے پالنے پوسنے پر کسی اجر و ثواب کا ہمیں ذکر نہیں ملتا جبکہ احادیث میں بیٹیوں کے پالنے پوسنے پر بہت زیادہ اجر و ثواب کا ذکر ملتا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا: ’’جس نے دو بچیوں کو پالا پوسا‘ اچھی طرح پرورش کی یہاں تک کہ جوان ہو گئیں‘ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح ہوں گے‘ اور آپؐ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل ملا کر دکھایا۔‘‘ (صحیح مسلم)

حضورﷺ نے فرمایا:

’’تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں اور میں تم میں اپنی بیویوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔‘‘ (سنن الترمذی)

چنانچہ عورتوں میں جہاں قانونی اعتبار سے ایک کمی رکھی گئی ہے وہاں اخلاقی اور دوسرے اعتبارات سے اس کی تلافی (compensation) کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

خاندانی نظام کا دوسرا رُخ: والدین کے حقوق

اس خاندان کے استحکام کا ایک دوسرا رخ یا بُعد ثانی (second dimension) والدین کے حقوق ہیں۔ دیکھئے بڑی خوبصورت تعبیر ہے کہ مرد اور عورت کے رشتہ ازدواج سے خاندان کی بنیاد بنی۔ اولاد ہوئی تو ایک دوسری جہت جمع ہو گئی۔ اب نسبت قائم ہوئی والدین اور اولاد کی۔ پھر جب اولاد ایک سے زائد ہوئی تو اب ایک تیسری جہت جمع ہو گئی یعنی بہن بھائیوں میں رشتۂ اُخوت۔ یہ گویا ایک خاندان کے اَبعادِ ثلاثہ (three dimensions) ہیں۔ یہ تین جہتیں ہیں جن سے خاندان وجود میں آیا۔ خاندان کے استحکام کے لیے اسلام نے اس دوسری جہت کو بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے۔

آپ ذرا اندازہ کیجیے کہ قرآن مجید میں والدین کے حقوق کا ذکر متعدد مقامات پر اللہ کے حقوق کے فوراً بعد آیا ہے۔ والدین کا ادب‘ والدین کا احترام‘ والدین کے سامنے کندھے جھکا کر رہنا‘ والدین کے ساتھ بڑے ادب کے ساتھ بولنا‘ یہ سب والدین کے حقوق میں شامل ہے۔

میں نے گزشتہ خطاب میں عرض کیا تھا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن میں اللہ اور رسول بریکٹ ہو جاتے ہیں‘ ایک وحدت بن جاتے ہیں۔ ایک ہے اطاعت اور دوسری محبت۔ قرآن حکیم میں جابجا ارشاد ہوا:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النساء:59)

’’اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔‘‘

ایک جگہ ارشاد ہوا:

’’جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔‘‘ (النساء:80)

مزید فرمایا:

’’ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس غرض سے تھا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔‘‘ (النساء:64)

یہ دونوں (اللہ اور رسول) اطاعت میں ایک ہی ہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت۔ اسی طرح محبت میں یہ دونوں ایک ہیں۔ محبت خداوندی اور محبت رسول بالکل ایک شے اور ایک ہی حقیقت ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اللہ کے حق کے ساتھ والدین کے حقوق کا ذکر ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ان مقامات پر رسول کا ذکر بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسنِ سلوک‘ ادب‘ شکر اور احسان مندی میں اپنے ساتھ والدین کو نتھی کیا ہے۔ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر یہ اسلوب ملتا ہے کہ ادائے حقوق کے معاملے میں جہاں اللہ تعالیٰ کے اس حق کا تذکرہ ہوتا ہے کہ صرف اور صرف اسی کی عبادت کی جائے‘ وہاں اس کے فوراً بعد والدین کے حقوق کا بیان ہوتا ہے۔ سورۂ لقمان میں حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو اجتنابِ شرک اور التزامِ توحید کی نصیحت کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا گیا: ﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ۚ﴾ ’’اور ہم نے نصیحت کی انسان کو اس کے والدین کے بارے میں......‘‘ آگے خاص طور پر والدہ کے حق کو نمایاں کرنے کے بعد فرمایا:

﴿اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ط﴾ (لقمان)

’’کہ شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا۔‘‘

سورۂ بنی اسرائیل میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا:

’’تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے ساتھ کسی کی پرستش مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک یا وہ دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے اپنے شانے نیازمندی کے ساتھ جھکا کر رکھو اور یہ دعا کیا کرو کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں (رحم کے ساتھ) میری پرورش کی۔‘‘ (آیت 23،24)

سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوا:

’’اور یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ

حسن سلوک کرنا.....'' (آیت:83)

اسی بارے میں سورۃ النساء میں فرمایا:

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ' اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو.....''

(آیت:36)

اسی طرح سورۃ الانعام میں فرمایا:

''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں سناؤں کہ تمہارے ربّ نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں! یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔'' (آیت:152)

والدین اور اولاد کے حوالے سے ایک بات اور نوٹ کر لیجیے کہ آپ کو قرآن میں والدین کے لیے یہ تشویق و ترغیب کہیں نہیں ملے گی کہ اولاد سے محبت کرو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محبت تو جبلی طور پر اتنی شدید ہے کہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ الٹا کہنا پڑتا ہے کہ اولاد کی محبت کے ترازو کو ذرا کھینچ کر رکھو کیونکہ یہ محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو تمہاری عاقبت کی بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔

''اے اہل ایمان! تمہاری بیویوں اور تمہاری اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں' پس ان سے ہوشیار رہو۔''

(التغابن:14)

اگر ازواج و اولاد کی محبت نہ ہو تو تمدن کا یہ پورا کھکھیڑ اور دنیا کی یہ رونقیں ہی کہیں نہ ہوں۔ لہٰذا یہاں تو متنبہ کیا گیا ہے۔ لیکن والدین سے محبت کی تلقین کی گئی ہے۔ حدیث مبارکہ میں یہاں تک آیا ہے کہ والدین کو محبت بھری نگاہ سے دیکھنا بھی بہت بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے۔ میرے علم میں دو ہی چیزیں ایسی ہیں جن کو دیکھنا بھی عبادت ہے' ایک خانہ کعبہ اور دوسرے والدین۔ والدین کے ساتھ محبت پر اجر و ثواب کا سبب یہ ہے کہ آپ کی جبلت میں والدین کی محبت کی کوئی بنیاد نہیں ہے' بلکہ ہمارے ہاں جو خاندانی جھگڑے اور فسادات ہوتے ہیں اور بہت سی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں' اس کی ایک نفسیاتی بنیاد یہی ہے کہ والدین میں محبت کی ایک شدید پیاس پیدا ہو جاتی ہے۔ جب وہ جوان تھے' ان کے جسم و جان میں توانائیاں تھیں تب انہوں نے اپنے آپ کو' اپنی توانائیوں کو' اپنی قوتوں کو اپنی اولاد پر نچھاور کیا اور اولاد ہی ان کی محبت کا مرکز و محور بنی رہی۔ لیکن اب جب اولاد جوان ہو گئی تو اولاد کی محبت کا مرکز ان کے اپنے بیوی بچے بن گئے۔ اس حوالے سے والدین میں محبت کی شدید پیاس پیدا ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر ماں کو اس کا شدت کے ساتھ احساس ہوتا ہے۔ باپ کا معاملہ باہر کی دنیا سے متعلق ہے' اسے اتنا زیادہ احساس نہیں ہوتا' لیکن ماں کا احساس شدید تر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ساس بہو کا جھگڑا جنم لیتا ہے اور اسی وجہ سے یہ سارے فسادات ہوتے ہیں۔ چنانچہ والدین کی محبت کی پیاس بجھانے کے لیے جو شخص بھی ان کو محبت بھری نگاہ سے دیکھے تو یہ بڑے اجر و ثواب کا موجب ہے۔ دوسری چیز یہ کہ والدین پورے خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو اولاد کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور انہیں یہ امید ہوتی ہے کہ بڑھاپے میں جب ہمیں ایک عصا کی ضرورت ہو گی تو ہماری اولاد ہمارا عصا بنے گی۔ یہ دونوں چیزیں مغرب میں ختم ہو چکی ہیں۔ خود غرضی اس درجے کو پہنچ گئی ہے کہ والدین ایک خاص عمر تک اپنی اولاد کو پال پوس کر کہتے ہیں اب نکلو یہاں سے اور اپنی ذمہ داریاں خود سنبھالو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب وہی بوڑھے والدین ترس رہے ہیں کہ بیٹا بیٹی ہمیں شکل ہی دکھا جائے۔ مغرب میں تو کرسمس کے تہوار کی بڑی اہمیت ہی یہ ہے کہ سال میں ایک مرتبہ تو شاید بیٹا بیٹی کو دیکھنا نصیب ہو جائے' لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ اب اس موقع پر بھی ان کو اپنے پیاروں کی شکل دیکھنے کو نہیں ملتی۔ ان کے لیے old homes بنا دیے گئے ہیں' انہیں ٹیلی ویژن' فریج اور ضرورت کی ہر چیز دے دی گئی ہے لیکن انسانی جذبات کسی اور چیز کا بھی تقاضا کرتے ہیں اور وہ محبت کی پیاس ہے۔ کوئی ٹیلی ویژن' کوئی مشروب' کوئی پھل اور دنیا کی کوئی بھی آسائش پیار و محبت کے جذبات کا بدل نہیں بن سکتے۔ (جاری ہے)

حکمراں ہے اک وہی......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ذوالحج انسانی تاریخ کی بے مثل داستان اپنے جلو میں لاتا ہے۔ ہماری خوش نصیبی کہ آدم علیہ السلام تا ایں دم مستند ترین کتاب ہدایت، لاریب، شک وشبے سے بالاتر عظیم ترین کرداروں کا نمونۂ عمل ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خانوادے کا ہر عمل حج میں عبادت بن کرامت کی رہنمائی اور تربیت کا سامان بنتا ہے۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

آج دل کی مردنی کے اسباب بہت بڑھ چکے۔ حج، خلیل اللہ کے نقش قدم پر لمحہ لمحہ توحید اور اللہ کی کبریائی سے روح کو چارج کرنے کا سبب بنتا ہے۔ خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے۔ سو اس زندگی کا سامان امت کی یک جائی میں لاشریک لک، تکبیر تشریق کی پکار میں مضمر ہے۔ ان الحمد والنعمة لك والملك۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساڑھے چار ہزار سال قبل یہ گھر بنا کر جو منادی دی، اللہ نے قرآن میں ہمیں پکارا۔ (آل عمران: 97) وارفتگی سے پگھلے، محبت میں ڈوبے دل کی پکار جواب دیتی ہے۔ لبیک! حاضر ہوں، میرے مالک میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔ مزید یہ اقرار کہ ساری تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، ساری نعمتیں تیری ہی عطا ہیں۔ اقتدار، بڑائی، بزرگی، برتری، خدائی، بادشاہی صرف تیری ہی ہے۔ دنیا کے ہر دائرے کے جھوٹے خداؤں کا انکار، سب بادشاہوں کے بادشاہ کا اقرار اس پکار کی روح ہے۔

حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری!

اس زمین پر حکمرانی تیرا ہی حق ہے۔ اس کا اعلان ونفاذ ہر مسلمان کا فرض! برسرِ زمین اللہ کی حکمرانی قرآن وسنت کے ذریعے قائم کرنا ہر مسلمان کے کلمۂ توحید اور لبیک کی پکاروں کا حاصل! یہ الگ بات کہ حج کی حقیقت سے واقف کفر، اس سے کمال درجے لرزیدہ ہے۔ سو عجب تو نہیں کہ دنیا بھر میں کھیلوں پر ہجوم ساری تدابیر بھلائے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہیں۔ کورونا کا خطرہ انہیں لاحق نہیں۔ خطرات مرتکز ہیں تو حج، عمرے، مساجد پر! انبیاء کی تاریخ کے حق وباطل کے سبھی معرکے عالم اسلام کی زمین پر بیس سال لڑے گئے۔ افغانستان میں نمرودی پکار، 'حرقوہ' کا نعرہ لگا کر دورِ حاضر کے نمارود وفراعنہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ یاد رہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کا ردعمل تھا یہ: 'جلا ڈالو اسے'۔ سو اکیسویں صدی کا ردعمل بھی ایمان اور شریعت کی حکمرانی پر ڈٹ جانے والوں کے لیے یہی تھا۔ جلا ڈالنے کو ایجاد کیے جانے والا ہر بم، میزائل آزما ڈالا۔ ہیل فائر میزائل، موآب (بم)، عراق (فلوجہ) میں ویت نام کے بعد لڑے جانے والی (Phantom Fury) 'غیظ وغضب کا بھوت پریت' نامی ہولناک جنگ جس میں ممنوعہ مواد فاسفورس استعمال ہوا۔ فرعون کی زبان میں انہوں نے کہا: یہ کچھ مٹھی بھر لوگ ہیں انہوں نے ہمیں بہت غصہ دلایا ہے اور ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کا شیوہ ہر وقت چوکنا رہنا ہے۔ اس طرح ہم انہیں ان کے باغوں اور چشموں اور خزانوں اور بہترین قیام گاہوں سے نکال لائے۔ یہ تو ہوا ان کے ساتھ۔ اور بنی اسرائیل کو ہم نے ان سب چیزوں کا وارث بنا دیا۔ (الشعراء: 54 تا 59)

ساتھ ہی انہوں نے اسلام کا چہرہ بدلنے کا علی الاعلان ڈول ڈالا۔ اسلام کا چہرہ (قرآن وسنت) بدلنا تو ممکن نہ تھا، مسلمان ضرور بدل گئے۔ نفاق کی کھیتیاں امت میں کھمبیوں کی طرح اگ آئیں۔ شاہ فیصل کے دیس میں نظام صلوٰۃ پر خط تنسیخ پھیرنے اور شریعت کے احکام درجہ بہ درجہ مملکت سے ہٹانے والے مسندوں پر آبیٹھے مگر پھر ہوا وہی جو تاریخ میں ازل سے ہوتا آیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر میں شاھت الوجوہ (یہ چہرے بگڑ جائیں) کہہ کر جو مٹھی بھر ریت پھینکی تھی اور معجزاتی طور پر صف بند کفار میں سے کوئی نہ تھا جس کی آنکھیں اور منہ خاک آلود نہ ہوئی ہوں۔ تاریخ کا سفر طے کرتی یہ مٹھی بھر ریت صف آرا کفر کی آنکھوں میں آج بھی پڑی ہے۔ برطانیہ کے فوجی تربیت کے مایہ ناز ادارے کا تو نام ہی سینڈ ہرسٹ (ریت کا ٹیلا!) ہے۔ امریکا کا بگڑا، بائیڈن کا لٹکا چہرہ (باگرام پر وضاحتی بیان دیتے) کس نے نہیں دیکھا! شاھت الوجوہ! بات یہاں ختم نہیں ہوئی، باغوں چشموں خزانوں، قیام گاہوں سے نکل کر آئے تھے۔ لوٹے ہیں تو اس حال میں کہ خزانے یہ جنگ نگل چکی ہے۔ (عین اسی طرح جس طرح رچرڈ شیر دل کے دور کی صلیبی جنگوں نے برطانیہ کی کمر توڑی تھی۔ اب بش کی صلیبی جنگ نے امریکا کی معیشت پر کاری ضرب لگائی ہے۔) چشمے، دریا، سمندر سب سیلاب، ہری کین (سمندروں پر بنتے خوفناک طوفان) سائیکلون بن کر آبادیوں پر چڑھ دوڑے ہیں۔ قیام گاہیں کہیں سیلابی ریلوں اور کہیں جنگلات، آبادیاں، باغات چاٹتی آگ کی زد میں ہیں۔ شمالی کیلی فورنیا (امریکا) میں آگ 6600 ایکڑ نگل چکی ہے۔ ہزاروں آگ بجھانے والے جتے ہوئے ہیں۔ آبادی کا انخلا ہر جگہ جاری ہے۔ جنوبی اوریگن میں بھی شدید گرمی اور خشکی سے 70 بڑی آگیں 1659 مربع میل پر پھیلی حواس گم کیے دے رہی ہیں۔ کینیڈا بھی آگ کے تھپیڑے سہہ رہا ہے۔ مغربی جرمنی، بلجیم، نیدرلینڈ ناقابل یقین طوفانی بارش کے نتیجے میں سیلابی ریلوں کی لپیٹ میں ہیں۔ قبل ازیں برطانیہ بھی اس کی گرفت میں رہا۔ خوفناک مناظر۔ 60 سالوں میں بدترین قدرتی آفت ہے جس میں گھر زمین بوس ہوئے۔ گاڑیاں کھلونوں کی طرح تیرتی، ٹکراتی، الٹتی رہیں۔ کاروبار تباہ ہوگئے۔ گھر کچرا بن گئے۔ بقول ایک مکین کے: 'یہ تو جنگ والا حال ہوا ہے'۔ ایک شخص مائیکل لینگ نے آنسو پیتے ہوئے کہا: 'سب کچھ مکمل تباہ ہوگیا۔ علاقہ پہچانا نہیں جاتا۔' ڈیم ٹوٹنے پر فوری انخلا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں کہ بحالی کے لیے کئی ارب یورو درکار ہوں گے۔ ہونے والی تباہی کے درست اندازے میں بھی ابھی کئی ہفتے لگیں گے!

پس منظر میں غزہ، افغانستان، شام، عراق میں پھیلائی جانے والی تباہی، گھر، آبادیوں کی بربادی، انخلا پر مجبور کیے جانے والے 20 سال مسلم ملکوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ طاقتیں تمہاری ہیں اور خدا ہمارا ہے! تم نے طاقت آزمائی تھی اب موسمیاتی بموں کے وار سہو جس میں سائنس ٹیکنالوجی، مفلسی کے گیلے آٹے کی طرح بھیگی پڑی ہے۔ نہ بجلی، نہ مواصلاتی رابطے، نہ نیٹ کی تیزیاں۔ آگ کی لپیٹیں، پانی کے تھپیڑوں نے سٹی گم کردی۔ ساری تصاویر، ویڈیوز ان کی سرزمین پر جنگ زدہ علاقوں کا نقشہ پیش کررہی ہیں۔ 24 گھنٹوں میں 2 ماہ کے برابر بارش نے یہ حشر بپا کیا۔ آرمرڈ گاڑیاں، ہیلی کاپٹر، امدادی کشتیاں سب تباہ شدہ بلڈنگوں کی باقیات سے بچے پھنسے لوگوں کو بچانے میں جتی ہوئی ہیں۔ فوج گھر آ گئی عالمی جنگوں سے اپنا سا منہ لے کر، اب اپنا گھر صاف کرنے میں لگی ہے۔ افغانستان میں پراسرار بندوں کی کارفرمائیاں جاری ہیں، جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی!

امریکی نمائندہ زلمے خلیل زاد تلاش امن میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ کہتا ہے: پاکستان سمجھوتے کے لیے خصوصی کردار ادا کرے، مسئلے کا کوئی عسکری حل نہیں! کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ! آنجناب فرماتے ہیں: طالبان پر واضح کر دیا ہے کہ طاقت کا استعمال تسلیم نہیں کریں گے! کیا امریکا نے افغانستان پر سیاسی سمجھوتے سے قبضہ کیا تھا؟ 20 سال دنیا کی جدید ترین عسکریت آزما ڈالی، اب پتا چلا عسکری حل نہیں ہے؟ طالبان کا کہنا ہے کہ 2 ماہ میں 193 ڈسٹرکٹ لے چکے ہیں، جنگ سے نہیں۔ خود سرکاری فورسز ہم سے آن ملتی ہیں۔ لوگ تنگ آچکے ہیں۔ امن چاہتے ہیں۔ ہم پورا ملک لے سکتے ہیں مگر خود احتیاط کر رہے ہیں۔ ان کی خود اعتمادی، سفارتی مہارت، تدبر اور پختگی دیدنی ہے۔ خلیل زاد سمجھوتوں کے لیے ازبکستان، تاجکستان پاکستان سے مدد مانگ رہے ہیں۔ حقائق بدل چکے ہیں۔ افغان عوام طالبان کے ساتھ دے رہے ہیں۔ خوش اور مطمئن۔ ان کی حکمرانی جن علاقوں میں ہے وہاں امن، انصاف، تعلیم، تجارت اور ہمدرد انتظامیہ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے بیس سال کی تپش سہنے کے بعد۔

پاکستان کا امن افغانستان کے امن اور بہتر تعلقات سے وابستہ ہے۔ طالبان کے خلاف ڈوبتی افغان حکومت کا ساتھ دینا پاکستان کو کمزور کرنا ہے۔ افغانستان کے ہمسایوں کو محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ تمام ایٹمی طاقتیں سر پر پاؤں رکھ کر دوڑ گئی ہیں۔ ہم بیس سالوں میں جو کر چکے سو کر چکے۔ اب غلطی کی گنجائش نہیں۔ طالبان کو دباؤ میں لا کر سفارتی چالبازیوں سے زیر کرنا اب ممکن نہیں۔ کچھ عالمی طاقتیں اس کوشش میں ہیں کہ بساط الٹ کر افغانستان میں نوے کی دہائی والی خانہ جنگی میں دھکیلا جائے۔ بھگوڑی افغان فوج کو بھارت مدد دے کر مضبوط کرنے کے چکر میں ہے۔ ہم یہ بھولنے کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ طالبان نے اپنے دور میں پاکستان کے خلاف کام کرنے والے بلوچوں اور جرم کر کے افغانستان جا چھپنے والوں پر سخت ہاتھ ڈالا تھا۔ را اور بھارت طالبان دشمنی میں بہت کٹر ہیں۔ را اور این ڈی ایس (افغان ایجنسی) کا گٹھ جوڑ ہم سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اشرف غنی ڈھٹائی سے پاکستان کے خلاف زہر اگلتا ہے۔ ایسے میں ہم طالبان کے خلاف (امریکا کی خاطر) کٹھ پتلی حکومت یا فوج کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے تو اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں گے۔ اللہ سے بھی ڈرنے کا مقام ہے اور پاکستان کے مستقبل کے تحفظ کا بھی تقاضا ہے۔ محتاط رہنے کی ضرورت ہے!

❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیپوہنٹ نز دنیلور اسلام آباد'' میں

13 تا 15 اگست 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے) کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

اور

13 تا 15 اگست 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس (نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334 - 5309613 / 4866055 -051

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد'' میں

15 تا 22 اگست 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر 1)

فکری و عملی رہنمائی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء و احباب اس میں شامل ہوں

اور

20 تا 22 اگست 2021ء (بروز جمعہ نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

(مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر 2)

حزب اللہ کے اوصاف

اور

امیر اور مامورین کا باہمی تعلق

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 7223010-0321 / 8732325-041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

حلقہ فیصل آباد کے زیرِ اہتمام توسیع دعوت پروگرام

5 مئی 2021ء کا تربیتی نشست کا آغاز محترم فاروق نذیر کے ابتدائی کلمات سے ہوا۔ انہوں نے خلوص نیت، اللہ کی رضا کے لیے مل بیٹھنے اور دین کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے فضائل پر مختصر گفتگو کی۔ بعدازاں فاروق نذیر نے قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچے کے مضامین پر رفقاء کو شریک گفتگو کیا۔ مقامی رفقاء کے ساتھ مشورہ سے مختلف مساجد میں ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں کے بعد پروگرام طے کیے۔ حافظ شفیق اور نبیل الرحمٰن نے مقامی رفقاء کی مدد سے تین مساجد میں بیان کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ٹوبہ کی مرکزی جامع مسجد شاہ صاحب والی میں ظہر کی نماز کے بعد راقم نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر خطاب کیا۔ 30 کے قریب حضرات نے اس خطاب کو سنا۔ راقم نے 94-1993ء کے دوران میں مسجد ھذا میں لٹریچر تقسیم کیا تھا۔ ٹوبہ کی معروف شخصیت ضیاالرحمٰن چیمہ نے آگے بڑھ کر انقلابی دعوت کو عوام میں پہنچانے کے لیے ہر قسم کے تعاون کی پیش کش کی تھی، بعد میں یہ پیش کش ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تنظیم اسلامی کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ عبدالواحد (مرحوم) جو کراچی میں تنظیم کے فعال کارکن تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ ٹوبہ میں تنظیم کا کام شروع ہو گیا ہے تو انہوں نے ٹوبہ میں تنظیم کے مرکز اور تنظیم کی لائبریری کے قیام میں بھرپور تعاون کیا۔ اور یہاں سے اللہ تعالیٰ نے پروفیسر خلیل الرحمٰن جیسے مخلص اور باصلاحیت کارکن کے ذریعے اس مشن کی نصرت فرمائی۔ آج شالیمار ٹاؤن میں مسجد طوبیٰ کے نام سے تنظیم اسلامی کا مرکز وجود میں آچکا ہے۔ جہاں سے رفقاء تنظیم مطالبات دین کی آبیاری کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ محترم فاروق نذیر نے بعد نماز ظہر مرکز طوبیٰ میں نمازیوں کے سامنے قرآن مجید کے حقوق کے موضوع پر بیان کیا۔ 20 سے زیادہ نمازیوں نے آپ کا خطاب سماعت فرمایا۔ بعد نماز ظہر اور کھانے کے بعد رفقاء تنظیم نے تربیتی نشست میں بیان کرنے کی مشق کی۔ بعد نمازِ عصر فاروق نذیر نے لکڑ منڈی ٹوبہ کی بڑی مسجد میں بیان کیا۔ سامعین کی تعداد 30 کے قریب تھی۔ موضوع تھا مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق۔ راقم نے مسجد مرکز جماعت اسلامی میں بعد نماز عصر بیان کیا۔ خطاب کا موضوع امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا۔ حکومتی تحفظ میں چلنے والی منکرات کے خاتمے کے لیے پرزور مزاحمتی مطالباتی تحریک برپا کرنے پر زور دیا۔ بعد نمازِ مغرب راقم نے مسجد اہل حدیث فاطمۃ الزہراء گونبد پورہ توحید عملی کے تقاضوں کو سامعین کے سامنے واضح کیا اور اجتماعی شرک، کفر، ظلم اور فاسقانہ نظام سے نجات کے لیے جدوجہد کرنے کی اپیل کی۔ اس طرح 5 مساجد میں بیانات ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کوشش کو شرفِ قبولیت بخش دے اور معاونین کو اجر عظیم سے نوازے۔ (مرتب: محمد رشید عمر)

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین کا دورہ پشاور

22 جون 2021ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ رات پونے 10 بجے پشاور ائرپورٹ اترے۔ راقم اور محترم عبدالناصر صافی نے امیر تنظیم کا استقبال کیا۔ راقم نے امیر تنظیم حفظہ اللہ کے لیے عشائیہ کا اہتمام کیا تھا۔ بعدازاں رات کے قیام کے لیے عبدالناصر صافی کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ امیر تنظیم اسلامی ناشتہ کے بعد صبح تقریباً آٹھ بجے مرکزی ناظم برائے انتظامی امور محترم میجر (ریٹائرڈ) فتح محمد کی عیادت کے لیے ان کی رہائش گاہ گئے۔ وہاں سے محترم ڈاکٹر محمد اقبال صافی (مرحوم) (سابقہ صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا) کی رہائش گاہ تشریف لے گئے اور وہاں ان کے بیٹے محترم ڈاکٹر محمد آصف صافی سے ان کے والد صاحب کی وفات پر تعزیت کی۔ ڈاکٹر محمد آصف صافی نے اپنے مرحوم والد کی دینی خدمات کا ذکر کیا اور ان کی زندگی کے کچھ ناقابل فراموش واقعات بتائے۔ امیر تنظیم اسلامی نے ڈاکٹر صاحب کے دونوں برخورداران کو تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی اور اپنے والد صاحب کے مشن کو جاری رکھنے کے لیے ترغیب و تشویق دلائی۔ جس کا انہوں نے مثبت ردعمل دکھایا۔ راقم نے انہیں بیعت فارم پیش کیا اور انہیں اسے پڑھنے اور غور کرنے کے لیے کہا۔ محترم ڈاکٹر آصف سے ملاقات کے بعد راقم اور امیر تنظیم اسلامی ناظم حلقہ مالاکنڈ محترم احسان الودود کی عیادت کے لیے حیات آباد میں واقعہ ہسپتال گئے۔ ہسپتال میں امیر مقامی تنظیم پشاور غربی محترم محمد سعید بھی موجود تھے۔ امیر تنظیم نے عیادت فرمائی۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد امیر تنظیم طے شدہ پروگرام کے مطابق مقامی تنظیم پشاور غربی کے مبتدی رفیق محترم ڈاکٹر محمد عثمان (نیوروسرجن) کی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر محمد عثمان کے زیر دعوت کچھ احباب بھی موجود تھے۔ جنہوں نے امیر تنظیم کا پرتپاک استقبال کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اس موقع پر تنظیم کے بارے میں مفصل گفتگو فرمائی اور بعد میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ جس کے امیر تنظیم نے مدلل و موثر جوابات دیئے۔ ڈاکٹر محمد عثمان نے ظہرانے کا اہتمام کیا تھا۔ ڈاکٹر عثمان کی رہائش گاہ پر نماز ظہر ادا کی گئی۔

پروگرام کے مطابق امیر تنظیم اسلامی حفظہ اللہ نے معتمد حلقہ سعید شاہ کی عیادت کی غرض سے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے جانا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے امیر تنظیم نے معتمد حلقہ سے بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کی اور عیادت فرمائی۔ اس کے بعد محترم ڈاکٹر محمد عثمان اور احباب نے امیر تنظیم کو بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

راقم اور محترم عبدالناصر صافی امیر تنظیم کو الوداع کہنے کے لیے ائرپورٹ تک گئے اور انہیں خصوصی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (مرتب: محمد شمیم خٹک)

مقامی تنظیم ممتاز آباد کے زیرِ اہتمام فہم دین پروگرام

مقامی تنظیم کے ایک اُسرہ کے رفقاء کی طرف سے فہم دین پروگرام کے لیے خواہش کا اظہار کیا گیا۔ اس پر مقامی امیر جناب سید راشد عباس نے ذمہ داران سے مشاورت کی اور مقامی تنظیم ممتاز آباد کے زیر اہتمام 12 جون بروز ہفتہ بعد نماز عشاء فہم دین پروگرام منعقد ہوا۔ اس میں مقرر کے لیے جناب محترم سلیم اختر کو دعوت دی گئی۔ اس پروگرام میں تقریباً 35 سے 40 احباب و رفقاء نے شرکت کی۔

محترم سلیم اختر نے اپنے مخصوص انداز میں دین اور مذہب میں فرق واضح کیا۔ انقلاب نبوی اور اسلام کا جامع تصور کو پُراثر طریقہ سے سمجھایا۔ شرکاء نے نہایت دل جمی سے سنا۔ یہ نشست تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی اس کے بعد نمازِ عشاء ادا کی گئی۔ نماز عشاء کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اِس فہم دین پروگرام میں آئمہ مساجد و علماء کرام نے شرکت کی۔ علمی سوالات کے محترم سلیم اختر نے بہت مدلل انداز میں جوابات دیئے۔ سوال و جواب کی نشست تقریباً 35 منٹ جاری رہی۔ (مرتب: آصف علی خان)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

30 مئی 2021ء کو حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا سہ ماہی اجتماع دریائے کابل کے کنارے ایک پُرفضا مقام پر منعقد ہوا۔ اس کا مقصد اپنے رفقاء کو تربیت کے ساتھ ساتھ ایک

خوشگوار ماحول اور تفریح فراہم کرنا تھی۔ اجتماع کا آغاز صبح 8 بجے قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم عبدالناصر صافی نے درسِ حدیث دیا۔

اس کے بعد امیر حلقہ نے افتتاحی کلمات کہے اور پروگرام کے حوالے سے گفتگو کی۔ امیر حلقہ نے اجتماع میں شرکت کرنے والے تمام رفقاء و احباب کا شکریہ ادا کیا۔ مقامی احباب کے اصرار پر اجتماع کے بیانات اردو کی بجائے پشتو زبان میں تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت محترم فضل باسط نے ادا کیے۔

اس پروگرام کے پہلے مقرر ناظم دعوت برائے شمالی اضلاع، محترم فیض الرحمٰن نے ''ایمانیات'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اُن کے درس کے بعد محترم فضلِ باسط نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اور رفقاء کو تفریح کا ٹائم دیا گیا۔ رفقاء و احباب بہت محظوظ ہوئے

وقفے کے بعد مقامی تنظیم نوشہرہ کے ناظم تربیت محترم قاضی فضلِ حکیم نے ''دعوت الی اللہ'' پر ایک جامع خطاب کیا۔ جو شرکاء نے بہت پسند کیا۔ بعد ازاں مقامی تنظیم نوشہرہ کے معتمد محترم قاضی فیصل ظہیر نے ''اللہ کے محبوب بندوں کے خدوخال'' بیان کئے۔

اس کے بعد امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''تزکیہ نفس اور احسانِ اسلام'' پر گفتگو کی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے موضوع پر انتہائی جامع، مدلل، مفصل اور موثر خطاب فرمایا جسے رفقاء و احباب نے بہت سراہا۔

آخر میں محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے مرحومین رفقاء و اکابرین کے لیے دعائے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے اور بیمار رفقاء کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائی۔ انہوں نے حاضرین مجلس کی جائز حاجات اور اجتماع کے منتظمین کے لیے بھی دعا کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے تنظیم کی کامیابی اور دین کے احیاء کے لیے بھی دعا کی۔

نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد امیر حلقہ نے تمام شرکاء کو دعاؤں اور نیک خواہشات کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(مرتب: محمد شمیم خٹک)

امیر محترم کا دورہ حلقہ پنجاب پوٹھوہار

امیر محترم 3 جولائی رات 8 بجے کراچی سے اسلام آباد تشریف لائے۔ رات امیر حلقہ اسلام آباد ڈاکٹر ضمیر اختر کے ہاں قیام کیا۔ 4 جولائی صبح 7 بجے نائب ناظم اعلیٰ راجہ محمد اصغر کے ہمراہ جہلم کے لیے روانہ ہوئے۔ امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار گوجر خان بھی اُن کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گئے۔ 9 بجے مقامی تنظیم جہلم کے دفتر آمد ہوئی اور کچھ دیر آرام کیا۔ بعد ازاں 10 بجے مقامی شادی ہال میں ''دورِ جدید اور اسلام'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد 200 سے زائد تھی۔ دن 12 بجے مسجد طیبہ جہلم میں 120 کے قریب رفقاء کے ساتھ ملاقات کی۔ امیر تنظیم اسلامی نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے اور نماز ظہر کے بعد تقریباً 20 منٹ خطاب کیا۔ نماز ظہر سے پہلے مبتدی اور ملتزم رفقاء سے بیعت بھی لی۔ اس موقع پر 5 احباب نے تنظیم میں شمولیت بھی اختیار کی۔ اس کے بعد حلقے کے ذمہ داران سے ملاقات رہی۔ اُن کے سوالات کے جوابات دیئے، تناظیم کا تعارف حاصل کیا اور بعض اہم معاملات پر رہنمائی فرمائی۔ یہ پروگرام پونے چار بجے اختتام پذیر ہوا۔ آرام، چائے اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد 6 بجے میرپور کے لیے روانہ ہوئے۔ مقامی امیر علی اختر اعوان نے اُن کا استقبال کیا۔ بعد از نماز مغرب مقامی شادی ہال میں ''مغربی تہذیب کا اسلامی معاشرت پر حملہ'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹے کا خطاب کیا۔ 300 سے زائد مرد و خواتین نے خطاب سنا۔ پروگرام کے اختتام پر احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہا اور کچھ سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ اس کے بعد جاتلاں کے لیے روانگی ہوئی اور حلقہ کے سب سے سینئر رفیق سید محمد آزاد کے ہاں رات کو قیام کیا۔ فجر کی نماز کے بعد سید محمد آزاد کے گھر میں ہی سورۃ التوبہ کی آیات 111 اور 112 کی روشنی میں تقریباً 20 منٹ درس دیا۔ جس میں سید محمد کے بیٹوں، پوتوں اور داماد نے شرکت کی اور خواتین نے بھی درس کی سماعت کی۔ ناشتے کے بعد مسجد دارالسلام جبی میں 30 کے قریب رفقاء و احباب سے ملاقات رہی۔ سوالات کے جوابات دیئے اور شرکاء کو اپنی دینی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے ترغیب و تشویق دلائی۔ پونے بارہ بجے جاتلاں سے میرپور بار میں خطاب کے لیے روانگی ہوئی۔ امیر تنظیم اسلامی نے ''موجودہ عالمی حالات اور مسلمانوں کا مستقبل'' کے موضوع پر ایک گھنٹہ خطاب کیا اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ تقریباً 100 سے زائد وکلاء نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ خطاب کے بعد امیر محترم نے مزید آدھا گھنٹہ صدر میرپور بار کے دفتر میں گزارا اور اُمت کی زبوں حالی پر گفتگو کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد رفیق تنظیم ڈاکٹر قربان میر کے ہاں ظہرانے میں شرکت کی جہاں ڈاکٹر عبدالسمیع کے ایک دوست ڈاکٹر اکرم سے تفصیلی گفتگو رہی۔ فیاض اختر میاں کے ہاں قیلولہ کرنے کے بعد پونے پانچ بجے میرپور سے گوجر خان کے لیے روانہ ہوئے۔ گوجر خان پہنچنے پر بریگیڈیئر (ر) سعید صاحب کی طرف سے حلقہ کے لیے زیر تعمیر مسجد اور دفتر کا دورہ کیا اور نماز مغرب سے قبل ایک حبیب کے ہاں چائے کی دعوت میں شرکت کی۔ بعد از نماز مغرب گوجر خان کے ایک شادی ہال میں ''موجودہ عالمی حالات اور مسلمانوں کا مستقبل'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد تقریباً 300 کے لگ بھگ تھی۔ نماز عشاء سے قبل بذریعہ موٹروے لاہور کے لیے عازم سفر ہوئے۔ ان تمام مصروفیات میں نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ امیر محترم کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (مرتب: ندیم مجید)

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی، اورنگی ٹاؤن کے مبتدی رفیق جناب محمد ذکریا خان وفات پاگئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے رفیق محمد نعیم طاہر کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0302-4010407

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے رفیق غلام مصطفیٰ کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0312-8081027

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم عاطف جمیل کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0322-9104241

☆ حلقہ بہاول نگر، تنظیم ہارون آباد شرقی کے رفیق نواس شریف کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0333-2763727

☆ مقامی تنظیم فورٹ عباس کے امیر قمر الدین کے دادا جان وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0308-7261306

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے نقیب مظہر حسین کی ساس وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0334-6401803

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے رفیق محمد اقبال کے ماموں وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0333-6311688

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Domestic Violence Bill – Do we need Imported Solution?

By Qamar Islam

The Domestic Violence Bill for Islamabad Capital Territory recently passed by the Senate has caused restlessness among a large number of Pakistanis including the religious community. The poorly written bill has many ill-conceived and anti-Islamic aspects that will damage the family unit. The Domestic Violence Bills passed earlier by provincial assemblies were criticized by religious parties. The ICT Bill has gone further in fulfilling the anti-Islam agenda. Indeed, Domestic Violence is an abhorrent crime and we must eradicate it but we need to address it in conformity with our religion, culture and norms and not impose outside solutions that are unsuitable and destructive to our society.

Domestic Violence Bill and similar laws are being imposed in Pakistan in the name of international commitments. Pakistan ratified CEDAW (Convention on Elimination of Discrimination Against Women) in 1996 with a reservation subjecting it to our Constitution which itself is subject to all laws being in conformity with Quran and Sunnah. As for our international commitments, we are within our right to reject any such anti-Islamic requirements.

Initiatives like CEDAW and the Istanbul Convention (for preventing and combating violence against women and domestic violence) are western proposed solutions to the problems of the western society. Islamic perspective is not built into such protocols and are thus incompatible with Islamic societies. Turkey was an original member of the Istanbul Convention but has recently pulled out. Some other countries are refusing ratification citing clash with cultural and religious norms. US has still not ratified the CEDAW convention.

In the Western Society today, the woman is unprotected in her relationship due to lack of a marriage contract. The Society has exploited the woman in the name of freedom and gender equality so that she is forced to cohabit with men (usually on a short-term basis) who can dump her at any time. She has to earn her own living and there is no support from her family. In most cases, the family doesn't even know who she is living with and where. Family bonds have been broken in the name of freedom. Who will then support her if she faces domestic violence? Whom will she turn to for help? Thus, the Government has to come to her rescue.

Islam does not address domestic violence in isolation, it addresses the family as a whole. If the family is healthy then violence will inevitably disappear. Family being the building block of a society, Islam has emphasized making family unit strong. Healthy families will mean a healthy society.

Firstly, Islam protects women in marriage and any relationships outside of marriage are strictly forbidden. Secondly, the relationship between husband and wife is a strong bond to be nurtured with kindness, love and mercy.

Prophet PBUH said, "The best among you is the best towards his wife, and I am the best of you to my wives." *(Ibn Majah)*

In an organizational unit there can be only one head. The husband is head of the family responsible for his wife and children's needs and nurturing. In fulfilling that role, there may be occasions when he has to exercise his authority to admonish and discipline them. However, this authority is not unlimited. In extreme cases, he is even allowed to beat his wife. But this is light

authority is not unlimited. In extreme cases, he is even allowed to beat his wife. But this is light beating with a Siwak (Tooth brush).

If they cannot resolve their differences, both of them are urged to search their hearts, evaluate the relationship, and make a serious attempt to reconcile.

"…Live with them in the recognized manner. If you dislike them, then it is quite likely that you dislike something and Allah has placed a lot of good in it" *(Quran 4:19)*

In case the problem persists, external help is counselled

"If you fear a split between them (the spouses), send one arbitrator from his people and one from her people. If they desire to set things right, Allah shall bring about harmony between them." *(Quran 4:35)*

Despite all these efforts, sometimes divorce may become unavoidable. Even in divorce, the direction is to separate in best possible way.

The Prophet PBUH said, "Of all the lawful things, divorce is the most hated by Allah."

Allah says: "The parties should either hold together on equitable terms or separate with kindness." *(Quran 2:229)*

Islam's approach is to try to solve marital problems and avoid breakups as much as possible because as a result the children will suffer along with the parents. Islam, therefore, makes every attempt to repair the relationship and save the marriage through advice and mediation. Where relationships are involved, police complaints and legal remedies should be the last resort because it is difficult to reconcile the hearts once litigation has begun.

In cases of serious issues of violence, the wife always has the provision to file for divorce (khula). Additionally, she has her family's support behind her which acts as a deterrent against domestic violence.

Our Parliament has ignored this divine wisdom and imported a solution devised for a totally different social set-up. Threats of divorce, insults, ridicule and harassment are made crimes punishable by law. It is fair to ask that if a husband is reported to police for any of these delinquencies, then how will the law protect the wife if he actually decides to divorce her in retaliation? By taking action against him for "negligent abandonment", are we expecting to save the marriage and create love between the two?

This law is also an attempt to encourage children to rebel against the parents. Forget about disciplining; any questioning could easily fall into "invasion of privacy, liberty and integrity" and be liable for punishment. The father is still responsible for financial support because "intentional deprivation of economic or financial resources" is also an offense. These kinds of laws are a surefire recipe for breaking the family bonds. This is how the west has destroyed its family system and this is what our genius leaders and legislators are trying to emulate in this country.

A large majority of our legislators lack command in English Language and the legal jargon to fully comprehend the laws they approve. In most cases, they are blind followers of the party's dictates. And all major parties, when it comes to fulfilling the western agendas, are all too eager to oblige.

Islam has given us the best of guidance for the family system and the need is to educate the people and to improve its implementation. We need leaders who can think independently, see what is best for our Islamic Society and put into place solutions that suit us. Our Constitution cannot have any laws "repugnant to the Quran and Sunnah". PM has therefore taken the prudent step by referring the Bill to the Council of Islamic Ideology (CII); the very purpose of creating the CII is to ensure the laws' conformance to Islam.

<u>Link</u>: *https://www.globalvillagespace.com/oped-why-the-domestic-violence-bill-is-not-suitable-for-pakistan/*

Vol. 30 Regd. C.P.L NO. 114 No.28

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore